

۹۲۳ ۱  
کتابخانه - ۱

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_188659**

UNIVERSAL  
LIBRARY

TEXT LIGHT





Call No. ۱۲۳۵۱

Accession No. ۵۳۴۲۷

Author) گلشن رستم

گلشن رستم

Title

رستم در رستم

This book should be returned on or before the date last marked below.

---



# گلبدن سگم

نہنشاہ بابر کی بیٹی۔ اور مہایوں کی بہن۔ اکبر کی بھوپھی۔ گلبدن سگم  
کی مستند جامع سوانح عمری جسکا ماخذ انگریزی و فارسی کی معتبر مستند  
کتابوں سے ہے۔ اور جس میں تینوں عہد کے جامع و مکمل حالات دکھائے  
گئے ہیں۔ مع پانچ فوٹو۔

مؤلف

پروفیسر سید ابن حسن صاحب شارق۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ سند یافتہ  
مدرسۃ العلوم علیگڑھ کالج۔ ملازم سینڈھیا کالج گوالیار اسٹیٹ

باہتمام

سید ظہور الحسن۔ قومی مکتب خانہ دہلی زیر جامع مسجد

روح المعانی جلد اول و دوم و تیسری و چوتھی و پنجمی و ششمی و سابعی و ثانی

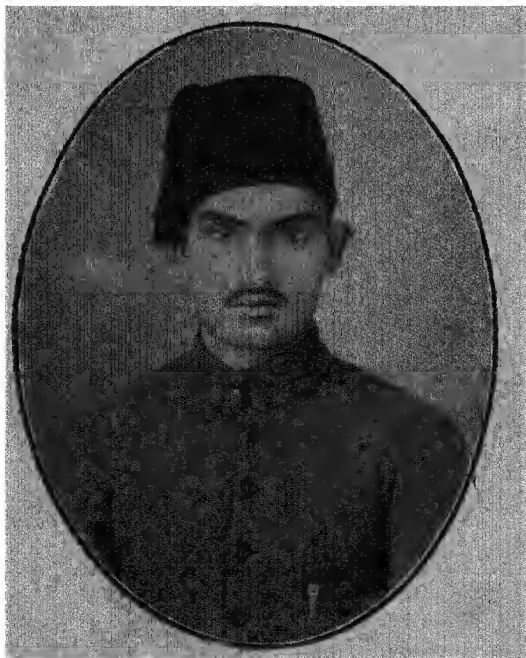
بامادل ایک ہزار جلد حقوق محفوظ ہیں قیمت گلیز کاغذ جلد ۱۳ روپے کاغذ جلد ۸ روپے

CHECKED 1951

## مضامین کتاب سوانح عمری گلبدن بیگم

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱	خاندان	۱۹	دوسرا باب	۲۶	شاہی خواتین کی طلبی
۲	پیدائش	۳۰	عہد ہایوں	۳۷	دوسری فصل
۳	پہلا باب	۳۱	پہلی فصل	۳۸	حضر خواجہ خان اور
۴	پہلی فصل	۳۲	ہایوں کے مصائب	۳۹	گلبدن بیگم
۵	عہد بابر	۳۳	دوسری فصل	۴۰	تیسری فصل
۶	دوسری فصل	۳۴	جلا وطنی کا زمانہ	۴۱	میرم خان کا زوال اور
۷	ہندوستان پر فوج کشی	۳۵	تیسری فصل	۴۲	بابہم کا اقتدار
۸	تیسری فصل	۳۶	ہایوں بھر میدان	۴۳	چوتھی فصل
۹	گلبدن بیگم کی پرورش	۳۷	جنگ میں	۴۴	بابہم کے اقتدار کا خاتمہ
۱۰	چوتھی فصل	۳۸	چوتھی فصل	۴۵	بابہم کے ماتم
۱۱	ہندوستان کے واقعات	۳۹	کچھ حرم بیگم کے	۴۶	پانچویں فصل
۱۲	پانچویں فصل	۴۰	متعلق	۴۷	اکبر کے ماموں کی
۱۳	بابہم کے اطع	۴۱	پانچویں فصل	۴۸	فتنہ برداریاں
۱۴	چھٹی فصل	۴۲	بابہم کی موت کا	۴۹	چھٹی فصل
۱۵	شاہی خواتین کی ہندوستان	۴۳	اثر گلبدن بیگم پر	۵۰	ناہب بیگم
۱۶	میں آمد	۴۴	چھٹی فصل	۵۱	ساتویں فصل
۱۷	ساتویں فصل	۴۵	ہندوستان پر قبضہ	۵۲	گلبدن بیگم کی حج کو
۱۸	ہایوں کی علالت	۴۶	تیسرا باب	۵۳	روانگی
۱۹	آٹھویں فصل	۴۷	اکبر اعظم کا عہد	۵۴	آٹھویں فصل
۲۰	بابہم کی وفات	۴۸	پہلی فصل	۵۵	ہایوں نامہ
۲۱		۴۹		۵۶	نویں فصل
۲۲		۵۰		۵۷	گلبدن بیگم کی وفات





سیدنا بن حسن شارق - بی - اے بی - ٹی مصنف کتاب



بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 سوانح عمری گلبدن بیک  
 دہشتہ

شاہ ظہیر الدین محمد بابر شہنشاہ ہند

۱۔ خاندان

ظہیر الدین محمد بابر شہنشاہ ہند وسط ایشیاء کے حکمرانوں سے خاص نسبت و  
 تعلق رکھتا ہے یعنی ایک طرف تو اس کا سلسلہ نسب ترک قوم کے مشہور حکمران تیموک  
 بیشیران شاہ سے ملتا ہے اور دوسری جانب غل قوم کے نامور حکمران بٹکیز کے بیٹے چلی ہے  
 مگر فروری ۱۵۱۹ء کو پیدا ہوا اور بارہ سال کی عمر میں اپنے باپ کی  
 مختصر حکومت فرغانہ کی ہاگ اپنے ہاتھ میں لی وہ دس سال تک اپنی قوم اور قبیلہ کی  
 طاقت اپنی حکومت پر قابض رہا پھر مائے پلٹا گیا اور اسکو نہ صرف حکومت کی  
 ہونا بلکہ ملک کو بھی چھوڑنا پڑا۔

بابر ۱۵۱۹ء میں فرغانہ سے نکل کر جنوبی افغانستان کی جانب بڑھا اور غور کی غمہ بن  
 پر حملہ کر کے انہیں کامل کو صحن لیا۔

۲۔ پیدائش

افغانستان پر بابر نے ۱۵۱۹ء میں حکومت کی قدر زادہ پیدائش کا علاقہ

اسکے زیرِ نگیں تھے اور ششم میں مراد اور راجہ کے علاقے ہی اسکے قبضے میں آئے  
تھے اور اس انیس سالہ حکومت میں ایک سال کیلئے اسکا اقتدار قدرِ کم ہی قائم ہو گیا تھا۔  
شاہنشاہی گھمبہن یکم سترہویں میں افغانستان میں پیدا ہوئی۔ سبھی طوہرہ کو حقیقت  
نہیں ہو سکا کہ اسکی ولادت کس متعلقہ ہوئی لیکن ہمارے محققوں نے کہا کہ اس کے گرو و نواح میں  
وہ پیدا ہوئی۔

اس زمانہ میں گھمبہن یکم پیدا ہوئی ہے اس زمانہ میں ہمارے حکومت گرچہ کچھ زیادہ  
دستی نہ تھی لیکن آخری دس سالوں میں اسکا اقتدار ملک و تدار بہ گہرا تک ملک کی علیا اور  
یرون ملک کے قبائل و اشخاص کے ولوں پر اسکا سکہ بچھا گیا تھا اور تمام لوگ اسکو اپنا بادشاہ  
سمجھتے تھے ان بام میں وہ حقیقتہً تیسریہ خاندان کا سالِ اعظم اور خود مختار بادشاہ تھا۔  
بزرے و ماسرانی کے اعتبار سے خواہ کیسا ہی بادشاہ کیوں نہ ہو لیکن اس کے اکثر  
نہیں کہا جاسکتا کہ اسکی جنگی و فوجی قابلیت بے مثل تھی اس کے لشکر میں بہت بڑا حصہ  
لوگوں کا تھا جو نہ تو اسکی علیا تھے اور نہ اس کی قوم اور قبیارے کوئی اعلان کرتے تھے ہاں  
بہرہ ہر غیر خضاع سپاہی اسکا جان نثار اور وفادار تھا اور اسکی خدمت کے اپنا فرض سمجھتا تھا۔  
ہمارے کامیابان کہ کہ کامل میں اہلینک و ہنہ بلنیکہ بعد اسکی سب سے بڑی آندہ کہ وہ

دریائے اندس کے دوسری جانب کے علاقوں کا فتح کر کے اپنے قبضے میں لائے انہیں سال  
تک وہ اپنی آندہ و نوکوں میں ہورق کرتا رہا آخر انیس سال کے بعد انہیں بام میں جبکہ  
گھمبہن یکم پیدا ہوئی ہوا اسکو اسکا موقع ملا اور اسنے دریائے اندس کا اس پار جا کر حکم کیا  
اور اس ہم میں کاسیالی حاصل کی ہندوستان کا یہ پہلا ترک حکمران تھا جسکو بعض ترک  
حکومت مغلیہ کا بھی ہی کہتے ہیں اس فتح و کھلائی کے وقت گھمبہن یکم کی عمر نو ماہی سال  
کی تھی۔

گھمبہن یکم کے بام رضا مت و تربیت آسائش و سکون سے باطلِ خلل میں اسکی

پیدائش کے بعد اسکے باپ باہر کو ایک لڑکے کا سکون نصیب نہیں ہوا پھر کئی تعلیم اور ترقی کا نام ہی انقلاب انگیزہ۔

انقلاب کی فطرت میں تھا یعنی وہ تیموری اور چنگیزی دونوں خاندانوں کے خون سے پیدا ہوئی تھی اور اس کی زندگی کا ہر دور انقلابات عالم کا ایک نیا دور تھا۔

گلہنہن یکم نے اپنی زندگی میں تین زبردست دور دیکھے ہیں پہلا دور اسکے باپ کی حکومت کا دور تھا جو اول سے آخر تک انقلاب کا دورہ رہا۔ عہد جوانی اور شادی بعد کی زندگی پہلوؤں اور اسکے بھائی کے عہد میں بسر ہوئی جو تنزل اور جزا و طعی کا سہارا عہد تھا اور آخری عمر اکبر عظمیٰ کی حفاظت میں گزری، ہم ان تینوں زمانوں کے حالات ملوث علیحدہ تین بابوں میں سپرد قلم کرتے ہیں۔

## پہلا باب

### عہد باہر پہلی فصل

بارہ کی بیویاں اور ملاوچہ بن اور نوجوانی کا یام میں باہر کی تین شادیاں ہوئیں پہلی شادی پانچ سال کی عمر میں تیموری خاندان کی ایک لڑکی عائشہ سے ہوئی جس نے شہید میں انتقال کیا دوسری شادی زینب نامی ایک لڑکی سے ہوئی یہ بھی تیموری خاندان کی شاہزادی تھی اسے شہید میں انتقال کیا تیسری شادی ایک اور تیموری خاندان کی لڑکی معصومہ شہید میں ہوئی اسکا انتقال باہر کے پہلے چھ کی پہلی شادی

ہاں ایک چوتھی بیوی ماہم جو جس سے لے کر اسان میں شادی کی تھی اور اگر اس  
شادی کا ایک زمانہ معلوم نہیں لیکن دورانِ سلاطین ہوتا ہے کہ شادی غالباً پندرہ  
ہوتی ہوگی۔

پانچویں شادی ملکہ ویکم سے ہوئی اور چوتھی شادی گرت ویکم سے ان تینوں بیویوں  
عہد میں شاہی خاندان کی کوئی بیوی زندہ نہ تھی۔

بارہ کی ایک اور شادی کا ذکر تاریخوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ شادی ۱۱۵۰ء میں یوسف  
زنی خاندان کے ایک سردار کی لڑکی مبارک سے ہوئی تھی جسکو سردار نے اپنے اعانت قبول  
کر لینے کے ثبوت میں ہاں ایک خدمت میں پیش کی تھی۔ لڑکی نہایت ہی حسین و جمیل و شکیل تھی  
اس کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

ملکہ ویکم بارہ کی پانچویں بیوی ویکم سے تین لڑکیاں دو بیٹوں کے پیدا ہونے کے بعد  
بڑی لڑکی گرت ویکم سے جو غالباً ۱۱۵۰ء کو پیدا ہوئی تھی کسی سال میں پیدا ہوئی جس زمانہ  
میں یہ پیدا ہوئی اس وقت اس کا باپ بارہ کا کل سوغت گیا ہوا تھا پھر دوسری لڑکی گل  
چہرہ پیدا ہوئی اس کے بعد سیکھ ہمارا لڑکا ہندال پیدا ہوا جس کا سن ولادت ۱۱۵۰ء ہے  
ہندال کے بعد گلہت ویکم پیدا ہوئی۔

ملکہ ویکم کی آخری اولاد ایک لڑکا تھا جس کا نام گلہت ویکم نے الودع کہا ہے۔ ممکن ہے کہ  
یہ نام کسی خاص صفت یا کسی لشکر کی بنیاد رکھا گیا ہو جو ہندوستان کے مشہور شہر الودع  
کے نام پر لڑکا ۱۱۵۰ء میں جبکہ بارہ کا سال خاندان آگرہ میں مقیم تھا انتقال کر گیا۔

ہاں ایک چوتھی بیوی ماہم جو جس سے لے کر اسان میں شادی کی تھی اور اگر اس  
شادی کا ایک زمانہ معلوم نہیں لیکن دورانِ سلاطین ہوتا ہے کہ شادی غالباً پندرہ  
ہوتی ہوگی۔

دوسری فصل

ہندوستان پر بارہ کی فوج کشی !



بابر بادشاه





شاہزادی گلبدن بیگم چونکہ اس فوجکشی سے دو سال قبل پیدا ہوئی ہو اور پانچویں سال کے  
 اس ہار کیا گیا تھا اسلئے ضروری ہو کہ نو برس سے اس کی بچپن کی آنکھوں نے فوجکشی کے  
 اس نظارہ کو دیکھا ہو گا۔ فوج میں جو حملہ کیلئے تیار کی گئی تھیں اور تمام دو یعقوب علیہم السلام  
 کی گئیں تھیں اور وہاں سے آراستہ ہو کر دہائے اندس کے جانب روانہ ہوئیں تھیں۔

یہ کہنا غالباً بے جا ہو گا کہ گلبدن کی آنکھوں نے قلعہ کی بلندی و ان فوجوں کو روانہ  
 ہونے دیکھا ہو گا۔ چنانچہ وہ خود کہتی ہو کہ میں نے لشکر کو جاتے دیکھا اور دل میں یہ خیال کیا  
 تھا کہ دل کے بل میں یہ منظر بھی ہونے لگا ہے جو جاتے ہو جانے لگا ہے چنانچہ اس وقت کے چلے جائیے  
 بعد میں انہوں نے اور برسوں میری نظر میں کابل کی مشرقی مشرب کا یہ منظر چھٹا رہا۔

باب کی فوجی قوت اور جنگی استعداد کا اندازہ کرنے کیلئے ضرورت ہو کہ ہم ان لوگوں کے  
 اخلاق و عادات اور طرز زندگی پر نظر ڈالیں جو ہمارے ہندوستان کو فتح کرنے کیلئے  
 دہائے اندس کے اُس ہار گئے ہوئے تھے۔

باب کے سپاہی عموماً غافلہ بدوش قبائل تھے جو بے وقوف و بی ادبوں میں زندگی  
 بسر کرتے تھے۔ عادی تھے اور ان کی ضروریات زندگی میں جو مہیا ہو جاتی تھیں ان میں سے زیادہ  
 حصول لوگوں کا تھا جو دور دراز مسافت طے کر کے آئے تھے اور بڑے پہاڑ اور وادیوں میں  
 ان کے محبوب سکنا اور مرغوب نہایت گاہ تھے ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کو مشکلات و مصائب  
 کی کیا پروا تھی۔ ہندوؤں اور ان کے ملک کو وہ کب خاطر میں لاتے ہوئے اور کسی  
 انقلاب یا کسی آنکھ کو بھڑا جوئی واقعہ ہی ہے انہوں نے اس مسئلہ و شواہد کو کسی بھی پروا  
 کی خوف ناک دہندوں اور مہیب فتنہ ناک جنگی جانوروں سے وہ کسی نہ ڈر سکتی  
 سوتی اور برسات کہی ان کے اراووں میں مہم نہیں جیتی ہاں ہندوہ ایک مذہب  
 خوف زدہ اور پریشان ضرور تھے۔

یہ بتانا آسان نہیں ہو کہ باہر کے ان سپاہ پتھر و گنے جانا تلو تلو کو کچھ نہ کر سکتا تھا

تھا یقیناً ان آدمیوں کو لوگوں کو پہنچانا ہلکے اور ہلکے کا کوئی خاص طریقہ ہو گا جو اس وقت تک پروہ خفا میں مستور ہو گا اس سلسلہ میں جہانگیر کا حکم پہلے وہ عرف تھا کہ بابر اور اسکے ساتھ بیکو کا میں ان لوگوں کی عورتوں سے معاشرتی تعلقات قائم ہو چکے تھے اور ان عورتوں سے انکی خیالات و جذبات اور احساسات کا پتہ لگ گیا تھا۔

ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ بعض وقت انکی مشاغل اور باتوں سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ جیس لوگ یہاں میں جنہاں احساسات بالکل نہیں پائے جاتے لیکن ہر کام ایک یہ منظر سامنے آتا تھا کہ لشکر کشی کی خبر پاتے ہی یہ لوگ فوراً جمع ہو جاتے تھے اور ایک باقاعدہ و منظم سپاہ کی طہاں اپنے اس کے حکم کی اطاعت کرتے تھے لڑائی کے لئے معمولی سی بات تھی وہ ہتھیاروں سے ایک اشارہ میں نکل جاتے تھے نفع کی خبر انکو خوش کر دیتی تھی اور شکست کی خبر سے وہ تہوڑی دیر کیلئے رنجیدہ ہو جاتے تھے۔

بابر نے کابل سے روانہ ہوتے وقت عورتوں اور بچوں کی دیکھ بھل و مملکت کی نگرانی کے لئے اپنے بیٹے شہزادہ کاہران کو چھوڑا تھا کاہران کی اس وقت کیا عمر تھی اسکے متعلق ہر کوئی صحیح اطلاع نہیں دے سکتا تھا تو بابر نے شہزادہ کاہران کی ولادت کی اطلاع لکھی جو اسے کسی دوسری تاریخ سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

وہ یعقوبؒ کے لشکر کو روانہ کر کے بعد بابر نے ۱۵۲۵ء کو کابل سے روانہ ہوا اور تیسری دسمبر ۱۵۲۵ء کو بلخ و فغان پہنچ کر ہمایوں سے جا ملا ہمایوں نے باغ و فغان پہنچنے میں کسی قدر دیر کر دی تھی بابر اسکی اس تاخیر پر سخت ناراض ہوا ہمایوں کی عمر اس وقت مشرق سال کی تھی اور ۱۵۲۵ء سے وہ بدخشاں کی گورنری کے فرائض انجام دے رہا تھا وہاں وقت باپ کے حکم سے ہندوستان پہنچ کر نیکے لئے اپنے ساتھ فوج لایا تھا اس کی ماں ماہم چونکہ بابر کے ساتھ کابل میں تھی اور بہت دنوں سے اسنے اپنے بیٹے ہمایوں کو نہیں دیکھا تھا اسلئے ہمایوں چند روزہ ماں کے پاس ٹھہر گیا تھا اور بلخ و فغان پہنچنے

میں دور ہو گئی تھی۔

ہندوستان کو جانب لشکر کو روانہ ہوئے تھوڑی ہی زمانہ گذر تھا کہ کابل میں  
ہدیشاں کن خیر میں ہمیں یعنی وسط دسمبر ۱۲۵۷ء سے پہلے پہلے ہاتھ میں مرتبہ ہوا  
سخت حملہ کا شکار ہوا۔ ہمارے اپنے قلعہ میں جس موقع پہ اپنی شراب نوشی اور چون خیر  
کا فکر کیا تو میں اس حالات کا حال ہی لکھا ہے کہ بارہ کا بیان ہو کہ اس نے اپنی اس  
بیماری کو عذاب الہی اور قہر خدا سمجھ کر کم نشینوں کی صحبت نشاط اور نرم عیش و عشرت  
میں شریک نہ کر غفلت و بے پروائی کیسی اتنا لطف زندگی اٹھا نیسے فوراً توہ کی اور  
تھم ناروا افعال کو ترک کر دیا لیکن بائیں ہندہ بیماری نے اس کا پچھانہ چھوڑا پھر اس نے  
یہ خیال لیا کہ اس نے چونکہ جو دوزم کے شعاع کے میں ممکن ہے کہ حالات اس کی سزا ہو  
بنامہ اسے خیالات میں پائیزگی پیدا کی اور اعلیٰ اخلاق کو کام لینا شروع کیا پھر پانچ لائے  
اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ اس زمانہ پر لعنت ہو جو نیک و پسندیدہ الفاظ کے بجائے  
ناروا الفاظ سے آلودہ ہوائے بزرگ و بزرخدا اگر تو مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میرا شمار ملعونوں  
میں ہو گا۔

بارہ کے مذکورہ الفاظ سے اس کے اعلیٰ خیالات کا کافی اندازہ ہو جاتا ہے اور یہ معلوم  
ہوتا ہے کہ اس میں اپنے نفس سرکش کو ملامت کرنے اور ناروا افعال سے خائف ہونے  
کا کتنا پائیزہ جذبہ تھا۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد، جنوری ۱۲۵۸ء کو ایک قاصد آیا اور فروری  
اطلاعات کے علاوہ کچھ قلمی کتابیں بھی لایا یہ کتابیں ملوث کے قلم پر فتح حاصل کر  
کے بعد دستیاب ہوئی تھیں ان میں سے چند کتابیں کا مران کو بھیجی گئی تھیں اور باقی  
کتابوں کیلئے یہ کتابیں اگرچہ اس زمانہ میں ہمیں بہاؤ خیرہ تھیں لیکن ہمارے دل ان کو  
کچھ زیادہ پسند نہیں کیا ان کا بیشتر حصہ علم الہیات پر مشتمل تھا۔

۲۰ فروری ۱۹۷۱ء کو ہمالیوں نے تھلہ صدر فیہ ذہ کی تسخیر کا اعلان کیا ہے  
 پہلی جنگ جی جس میں ہمالیوں نے ہذا تھلہ خاص صدر لیا تھا اس نفع سے ہمالیوں کی  
 والدہ ماہم اور بابر وولوں بہت خوش ہوئے اور شاہ آباد سے اسکی اطلاع کا ایل روانہ  
 کی گئی۔

بابر نے اپنے توڑک میں جہاں اس فتح بھڑک گیا ہے وہاں ایک دو چھپ واقعہ  
 ہی ورت بڑھتی اسی صفہ جس روکش کی خبر ہو چکی ہے بابر کی ڈاڑھی استہ سے سو ڈیسی  
 یا فیہی سے کتنی ہی اور یہ رسم ایک قومی تہوار کے طور پر ادا کی گئی بابر نے توڑک میں  
 اس واقعہ کا خود ذکر کیا ہے لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس واقعہ کو تفصیل کیساتھ  
 توڑک میں ہمالیوں نے بعد کو داخل کیا ہے اور توڑک میں اسکو شامل کر نیکی ضرورت  
 یہ پیش آئی تھی کہ جب ہمالیوں نے اپنے باپ کے اس طریقہ پر عمل کر کے ڈاڑھی منڈانے  
 یا کتر ورنے کا اہم کام کیا تو اپنے اس فعل کے جانکی یہ صورت بھلی کہ اپنے اس فعل کو  
 توڑک میں ورنے کر دیا۔ ہمالیوں اس فعل کا اہم کام میں کیا تھا جبکہ وہ اپنے  
 باپ کے ہاتھ سے نکلے ہوئے مقامات کو دوبارہ حاصل اور فتح کر نیکے لئے ہمدوستان  
 روانہ ہو رہا تھا ہمالیوں کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت اس کی عمر ۱۰ سال کی تھی۔  
 ہمالیوں کی مذکورہ بالا معمولی فتح کے ساتھ اگر اسکا میانی کو بھی شامل کر لیا جائے  
 جو ۱۳ اپریل ۱۹۷۱ء کو ہمالیوں کی لڑائی میں ابراہیم لودی کو شکست دیکر اسے حال کی تھی  
 تو فتوحات کی اہمیت بہت بڑھ جائیگی خبر رسالوں نے اس شاندار کامیابی کی خبر  
 ایک مہینہ کے اندر ہی اندر کائنات بھرادی جہاں اس خبر کو خاص مسرت کے ساتھ منگیا  
 آج ہی ۲۲ شہ کو بابر نے ان ہانگی ہاوشاہوں کے خزانوں کو تقسیم کیا جو فتوحات  
 میں اسکو حاصل ہوئے تھے اور خود اس میں سے بہت کم حصہ لیا اس قدر کم کہ لوگوں نے  
 بابر کو اس قناعت پر یہ قلندر کا خطاب دیا۔

مال و دولت کی تقسیم میں سخی نہایت فرخ دلی سے کام لیا اور اپنے اہل و  
 عیال و اوروں اور قبیلہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہ بہو اور عرق اور عرق مقدس ستا  
 کو اس کا بی روپیہ بھجوا دیا اور خوب خیرات کی پھر کا بل کے لوگوں کا اس نے خاص  
 خیال رکھا یہاں تک کہ کامیابی کوئی تنفس ایسا نہ تھا جو باہر کی داد و بخش سحر و جادو  
 اس تقسیم میں خواہن شاہی کو جو کچھ ملا گھنہ حکیم نے لکھا ذکر تفصیل کی بات گلبدین  
 بگم نے بڑی جگہوں سے اس تفصیل کو شروع کیا ہوا اور اپنی عجیوں کا ذکر خاص بنے  
 سے کیا ہے۔

وہ وقت بھی عجیب ہو گا جب کہ ہندوستان کی دولت اور نادار و روزگار لاشا  
 کامی کے میدان میں پڑتی ہوئی اور لوگ ان کو دیکھنے کیلئے جوت جوت آ رہے ہوں گے  
 اور پھر اس امر کا اسکے شایان شاں جوش و خروش کیسا ہتہ استقبال کیا گیا ہوگی  
 محال میں یہ سامان آیا ہو گا۔

اس تمام سامان اور مال و دولت کو باہر کا دوست خواجہ کلان اپنی بھرائی میں  
 لایا تھا خواجہ کلان نے یہ غنہ پیش کیے کہ ہندوستان کی آب و ہوا اس کو موافق نہیں ہے  
 رخصت حاصل کی تھی اور اس سامان کو اپنے ساتھ لایا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ  
 خواجہ کلان کی صحت کی خرابی کا بڑا سبب ہندوستان کی آب و ہوا کی ناموافقیت نہیں  
 بلکہ اسکے چل چل کی خرابی تھی وہ دن رات عورتوں میں پٹا رہتا تھا اور ہر وقت  
 عیش و عشرت میں محو رہتا تھا اس زمانہ کے تعیش کا طریقہ یہ تھا کہ عورتوں کو کہانی  
 کہنے اور سننے کا خاص شوق تھا خواجہ کلان رات رات بھر حسین و جمیل عورتوں سے  
 کہانیاں سناتا اور زندگی کا لطف اٹھایا کرتا تھا۔

جو عورتیں لشکر کیساتھ تھیں یا جو ہندوستان میں حاصل ہوتی تھیں قرآن  
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ترکی عورتیں کی طرح ہندو کا زیادہ تعلق نہ ہوگا یعنی اگر وہ

کاروان ہوگا تو وہ صرف اتنا جس کو ہم آج کل کی اصطلاح میں کانام نہ کہتے ہیں اور عورتوں کے درمیان عزیز و رشتہ داروں اور ملنے جلتے والوں کی ہزار ہا آمد و رفت نہ ہوگی۔

جو مخالف باہر کے کامن صبیحے نے انہیں سنہی گلاب تکیم کو ہی کہہ ضرور دلا ہوگا وہ مکمل کر دوسروں کی طرف سے ہا ہی سنا سکے لئے ہی کہہ خاص چینیس نامزد کر دیں ہوں باہر نے ان مخالف کیسا تہہ یک فہستہ بھی جی جی میں مخالف کی تفصیل اور ان اشخاص کا ذکر تھا جن کو بعض خاص مخالف خطا ہوئے تھے۔

باہر کے مخالف میں جو اہل اہل کے علاوہ رقاصہ عورتوں کی ہی ایک جماعت تھی جو فنِ نقص میں مناسبہ شگاہ کہتی تھیں اور ہندوستان کے عجائبات میں ان کا شمار ہوتا تھا یہ عورتیں صرف خاص خاص ہیگیاں کو عطا ہوتی تھیں گلاب تکیم نے یقیناً ان رقاصہ عورتوں کا نقص دیکھا ہوگا۔

مخالف کیسا تہہ چند ہدایات ہی تھیں جن کا ذکر گلاب تکیم نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

ہر نازک موقع اور پریشانی کی وقت باہر نے اپنے مذہبی جذبات کو ظاہر کیا اور ضروری نہ ہی رسوم کو خاص عقیدت سے لوا لیا ہو۔ چنانچہ تصارفہ وزہ و مکی طبع کے بعد باہر نے جب کابل کو مخالف روانہ کئے تو خواجہ کلاں کو یہ حکم بھی دیا کہ وہ مبارک عالم کے شاہی باغ میں خواتین کے اجتماع کا انظار کرے تاکہ وہ وہاں جمع ہو کر شاہی لشکر کی انتہائی کاشمیرا داکریں۔ خواتین وہاں اپنے قیام کا خود انتظام اکوں اور چند فدا ہوں دسر گئی مگر یہ کہ باہر نے خواتین کے قیام و اجتماع کا نقشہ خودی تیار کیا ہوا اور خود اس پر لطف اجتماع میں شرکت نہ کر سکے گا اس کو افسوس ہوا ہو۔

خداوند بزرگ و پرہیزگار کے حضور میں نفع و کامیابی کا شکر ادا کرکے ہم ہم گراما

کے کشای بلغم میں اٹھ گئی تھی یہاں ہی اودھ چون کی سخت گرمی کے زمانہ میں یہی پہلا دوا  
 کی چوتھاں دھنسے دھکی رہتی میں دواس تقریب میں انتہی شہناوی گنبدن بیکم بھی ہے  
 اچھے کپڑے پہن کر شریک ہوئی ہوگی اور بارگاہ رب العزت میں شہی شکر کے سجدے  
 کے ہونگے ممکن ہو کر ہر وقت اس کے دل میں یہ خیال ہی پیدا ہوا ہوگا باہان اس تقریب  
 شریک نہیں دواس خیال کی ممکن ہو کر اسکے نازک دل پر چوٹ لگی ہو اور خداوند بزرگ و بزر  
 نے اس کی خواہش کو پورا کر کے سامان کر دیا ہو جیسا کہ واقعات و ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نظر  
 ابھی جاری تھی کہ بلا رہی مکمل میں پہنچ گیا۔

## تیسری فصل

گنبدن بیکم کی پرورش و تربیت

بارے ہندوستان روانہ ہوئیے پہلے حوض وری انتخابات کامل میں کئے تھے  
 ان میں ایک یہی تھا کہ ولدا بیکم کے دو بچوں گنبدن بیکم اور الوان صہ ہندال کو پرورش  
 و تربیت اور تعلیم کئے ماہم بیکم کے حوالہ کر دیا تھا ماہم بیکم حرم شاہی میں سب سے بڑی خاتون  
 تھی اور بارے کے سب سے بڑے لڑکے ہمالوں کی ماں مٹاؤن کو حرم میں فخری علی امتیاز عالت تھا  
 گنبدن بیکم کی عمر اس وقت دو سال کی تھی اور ماہم بیکم کو دل بہلانے کیلئے چھوٹے  
 بچے کی ضرورت تھی ہی ہمالوں کی ولادت کے بعد ماہم بیکم بہت سے بچے ہوئے تھے لیکن  
 سب ٹھکان ہو گئے تھے موزین کا بیان ہے کہ ماہم بیکم کے بطن سے ہمالوں کے بعد چار بچے  
 پیدا ہوئے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا لیکن یہ تمام بچے بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔  
 ماہم بیکم نے ولدا بیکم کے بچوں کی پرورش و تربیت اور تعلیم کا بار یا تو ان خیال سے قبول  
 کیا ہو گا کہ اپنے بچوں کے انتقال سے وہ رنجیدہ رہتی تھی اور دل بہلانے کی ضرورت تھی یا  
 محض ہمال کی خاطر سے اس نے اٹھارہ کیا ہو گا بارے کو ماہم بیکم سے غیر معمولی محبت تھی چنانچہ

بعض مؤرخین نے تو بابر کی محبت کی نسبت یہاں تک لکھا ہوگا کہ اس کو ہم بیگم کو ایسی ہی  
القت قتی صبی کہ بہت المومنین میں حضرت عائشہؓ سے حضرت رسول خدا ﷺ کو قتی  
ہم بیگم ہی ہمارے پیغمبر معمولی محبت کرتی تھی چنانچہ اسکے بیان سے اسکا کافی ثبوت  
ملتا ہے کہ اس نے دلدار بیگم کے بچوں کی تربیت پرورش اور تعلیم کو خوشی سے قبول کیا اور  
غلام کیا کیا اس نے دلدار بیگم کے بچوں کو بابر کی شہد پرورش کیا تھا اور اس طریقہ سے اس کو یہ  
غلام ہر کرنا تھا کہ بابر سے اسکو پیغمبر معمولی محبت ہے بابر نے بھی ہم بیگم کے اس بیٹا کو سلاہی  
اور بیان کیا ہوگا کہ ہم بیگم نے اسی غلام سے دلدار بیگم کے بچوں کی پرورش اس طرح کی جس طرح  
ایک لونڈی یا غلام پرورش و تربیت کرتی ہے ۔

جدا ل کی پرورش تربیت اور تعلیم کی ذمہ داری قبول کرینے کا واقعہ مؤرخین نے  
اس طرح بیان کیا ہے کہ <sup>۱۵</sup> غلام میں جب بابر باجور اور صوابہ قبیلہ کو انکی فکریں باہر لیا  
مواخا اور باجور اور صوابہ کے حصول کے بعد اسکوبی بی رہا کہ علی قتی اس زمانہ میں ہم  
تعلیم اور بابر کے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہتا تھا ۲۱ جنوری ۱۵۵۷ء کو بابر کے ایک خط کا جواب  
میں ہم بیگم نے لکھا تھا میں نے آپ کی کہ دلدار بیگم کے بطن سے پیدا ہوا ہے انکی پرورش تربیت بھی اسکو سپرد  
کیجا تھا اس خط میں بابر نے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ رہالوں اور بچو بیونسے دریافت کر کے یہ  
اطلاعات دیر کہ دلدار بیگم کے بطن سے لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی اور یہ بھی دریافت کیا تھا کہ دلدار  
بیگم کے حاملہ ہونے کی کہیں آپنے خود ادا کی میں یا لشکر کے بڑا قیس کسی عورت نے  
ادا کی میں یا میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ دلدار بیگم کے بطن سے لڑکا پیدا ہوگا اور انکی رہیں ادا  
کر دی گئی ہیں ۔

۲۶ تاریخ کو بابر کا یہ خط وصول ہوا اور قتی تاریخ کو لڑکا پیدا ہوا جسکا نام ابوالحسن  
عہد لکھا انکی پرورش و تربیت کا فرائض ساریہ کا فرائض دو چیز لکھو اور انکی تعلیم و تہذیب اسکو  
ذمہ داری ہے نہایت تھا اور ان کا تعلیم کو علی کے ذمہ لیں کا اندر رکھ کر تعلیم کو بانی کے اندر رکھ کر تعلیم کو  
کا لکھا اور اس کو رکھ کر تعلیم کو علی کے ذمہ لیں کا اندر رکھ کر تعلیم کو بانی کے اندر رکھ کر تعلیم کو



عفی ہندال کہ گیا ہاں تو نہیں ہندال ہی نام آتا ہے جسکے معنی غالباً غافلان ہند میں اور  
 تیسرے صفحہ پھر ہوش و تربیت کیلئے ماہم بیگم کے سپرد کر دیا گیا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ  
 طلدار بیگم نے اپنے بچہ کی اس چٹائی کو جو بڑے نام جلالی قلعہ خوشی سے گوارا کیا تھا اپنی  
 اگست ۱۸۵۷ء کو ماہم بیگم کے لیجن سے ایک اور لڑکا پیدا ہوا جسکا نام فاروق  
 رکھا گیا لیکن یہ بی بی چیمپن ہی میں فوت ہو گیا اور بارگواس کی صورت تک دیکھنی نصیب  
 نہ ہوئی۔

ماہم بیگم نے طلدار بیگم کے چوبیس گھنٹہ بیگم اور ہندال کو اپنے بچوں کی طرح پرورش  
 کیا معقول تربیت تک اور بہتر تعلیم دی جسکا ثبوت گھنٹہ بیگم کی کتابیت ثابت ہے۔

## چوتھی فصل

### ہندوستان کے واقعات

بار ۲۵ء میں ہندوستان آیا تھا اور یہاں اسکو جنگ و پیکار میں تیز سال  
 بہرہ پہنچے تھے کابل کے گھر وں میں عموماً اور عجم شاہی میں خصوصاً ہار شاہ اور لشکر کی  
 واپسی کا سخت انتظار تھا خود بارگم بھی کابل واپس جانے کو جانتا تھا لیکن فتوہ  
 شوق ہمیشہ اس جذبہ پر غالب رہتا تھا۔

دسمبر ۲۶ء کو ایک عجیب واقعہ رونما ہوا جس نے کابل کی آبادی کو شعل  
 اور نعل وراثت کر دیا واقعہ یہ تھا کہ راجہ لودھی ہندوستان کے حکمران کی ماں نے  
 بلوچو زہر دیدیا تھا جس سے بارگم محفوظ رہ گیا تھا گھنٹہ بیگم نے اس واقعہ کو تمام تفصیلاً  
 لکھی میں چنانچہ اسکا بیان یہ کہ ماہم نے ابراہیم لودھی کو شکست فاش دیکر اور پھر اس کو  
 موت کے گھاٹ اتار کر اسکی ماں کو بلایا اور عزت و احترام کے ساتھ اپنے پاس رکھا  
 وہ لڑادی سے لشکر میں رہتی تھی لیکن بیٹے کے انتقام کی فکر میں موقع کی منتظر رہتی تھی

چنانچہ موقع پا کر اس نے باہر کو ذہم دینا باہر سے اس کی اس حرکت پر اس کو خاص  
 حتمائی میں دیکھ کر باہر سے دو کھالہ کے اس کی نگاہی سخت کر دی گئی اور اس کے  
 بعد ایک حملہ فسر کی نگاہی میں اس کو کاہل روانہ کر دیا گیا غالباً اس نے یہ سوچا ہر گاہ  
 کہ کاہل لیوا کر اس سے سخت انتقام لیا جائیگا اس خیال سے اس کا دل بے گشت  
 میں کود کر اپنی جان اپروں کے سپرد کر دی اور غرق ہو گئی۔

باہر نے جب سنگ نہ خروانی کے واقعے کاہل میں تشویش کی لہر دوڑادی  
 سے تو اسے کاہل کو ایک خط لکھ کر روانہ کیا باہر نے اس خط میں ان تمام باتوں کو تفصیل  
 سے لکھا ہو گا جو وقوع میں آئیں اس خط کے اقتدا سات یہ ہیں۔

باہر کہتا ہے کہ جو شخص موت کے دروازہ پر کھڑا ہو تو اس کو زندگی کی  
 حقیقی قدر و قیمت معلوم ہوتا ہے میرے اترے محفوظ بننے پر خداوند بزرگ و بزرگا  
 فکر واکر کے کہتا ہے کہ مجھے اس سے پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ زندگی کس قدر پر کیفت اور  
 شیریں ہوتی ہے، اسی سلسلہ میں اس نے لکھا ہے کہ اب مجھے قیمت کی بند و شوق کا  
 احساس ہو رہا ہے جس کے ہاتھوں میں زندگی اور موت ہے۔

اس واقعے کے تین ماہ بعد کاہل میں یہ خبر موصول ہوئی کہ ہندو باہر کی  
 فوج مدد حاصل کر رہے ہیں کو شکست دینا سلسلہ تو کیا مگر ہی فرض ہے۔  
 یہ جنگ جس میں باہر کی فوج کو شکست ہوئی تھی ۱۹۲۵ء کو سیکری  
 کی ٹنگی پہاڑیوں کے واس میں ہوئی تھی ہندو راجہ تو تونگی سپہ سالاری کے فرائض  
 رانا ساگنا انجلم دے رہا تھا اس شکست سے باہر کی فوج کو سخت مصائب کا سامنا  
 کرنا پڑا لکھنویوں کو کنا چاہیے کہ وہ سخت مشکلات میں مبتلا ہو گئی آخر انہوں نے اپنی  
 باہر کی سے تو ہر کی نیک کام شروع کئے سولے چاندی کے انہی بالوں کو جنہیں شہر  
 بی جاتی تھی اور لکھا ہو فارس کی اعلیٰ صنایع کا نمونہ تھے تو ڈالا گیا اور کئے کر دے

غریب کو نصیب کر دیے گئے۔ شراب کے شلوں اور بیہوشوں کو زمین پر ہار دیا گیا اور اس  
 زمین پر شراب پہائی گئی تھی اس کو محتاج خانہ اور پاملی بنا دیا گیا غرض مسلمانوں کو  
 تمام بڑے افعال کو چھوڑ دیا اور نہک اعمال اختیار کئے پھر اسی کے ساتھ فوجوں میں  
 بوجھش پیدا کیا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری جنگ میں مسلمان خوب اڑے خون کے دنیا  
 بہا دیئے اور دشمنوں کا مل فتح حاصل کی۔

اس جنگ میں مسلمانوں کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ لشکر ہندوستان  
 میں بڑے بڑے گھبرائے تھے ومن اور مال تہہ ہا قارب تھے اور ہر شخص کے دل میں  
 وطن واپس جانے کی آرزو تھی خصوصاً ہالو کے لشکر میں جس کا زیادہ حصہ بدخشی قبائل  
 کا تھا یہ لوگ ملازمت کی پابندی نہ تھے اپنا آپ کو بلا لانا چاہتے تھے اور ان کی عادت  
 تھی کہ سال میں دو تین مہینے زیادہ اپنی خدمت میں حاضر رہتے تھے ان کو ہندوستان  
 آئے ہوئے سولہ مہینے گزر چکے تھے اور واپس گھر جانے کے لئے بے چین تھے ان  
 لوگوں نے وہ یہ کر لیا گیا تھا کہ اس جنگ کے بعد فوراً ان کو رخصت دیا جائے گا ان  
 دعوہ سے لشکر کے اندر عام جوش پیدا ہو گیا تھا اور ہر شخص بہادری کا مجسمہ بنا  
 ہوا تھا۔

بابر کی فوج کا زیادہ حصہ ہندوستان میں مزید قیام اور جنگ چھل کو  
 جاری رکھنے کے خلاف تھا اور بہت ہی کم ایسے لوگ تھے جو جنگ کو جاری رکھنے  
 کے حق میں تھے یہاں تک کہ بابر کا خاص دوست بھی جو ہا کے اشارہ پر ملتا  
 تھا ہندوستان کے مزید قیام کو پسند نہ کرتا تھا ہا نے یہ حالت دیکھ کر ایک مجلس  
 شوریٰ منعقد کی اور حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔

”جنگ میں کامیابی اور فتح اور مملکت پر قبضہ اس وقت تک ناممکن ہے  
 جب تک کافی سامان جنگ نہ ملواری کسی ملک پر حکومت و امارت اس وقت تک

نہیں ہیں بہت کم عالمی مسلمین نہاد اور ماتحت مروجات اپنے اقتدار میں فہم نہ  
ہم نے ہوسکی جدوجہد کے بعد اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر خداوند تعالیٰ کے  
نفس و کرم سے اپنے دشمن ابلیہیم لودی کو شکست دی ہے اور اس کے ملک کو بہت  
مصلوب اور علاقہ کو کونٹ کر کے اپنے قبضہ میں لائے ہیں۔

ایسی حالت میں کیا یہ مناسب ہے کہ ہم نے دور دراز سفر کی جو مصیبتیں برداشت  
کی ہیں سخت دشواریوں کا سامنا کیا ہے اپنی عزیز قوم کے سپاہیوں کی جانوں کی  
 قربانیاں دی ہیں اور انکو یونہی لڑیگاں جانے دیا جائے اور فتوحات کے سلسلہ  
کو ختم کر کے ہم ہندوستان سے بھاگ جائیں ہم نے اس ملک میں جو شاندار کام کیا  
حاصل کی ہیں اور اپنی طاقت کی جو نمائش کی ہے وہ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اپنے فتوحات  
کے سلسلہ کو جاری رکھیں اور یہاں سے مایوس ہو کر کابل واپس نہ آئیں اگرچہ یقین کے  
ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آئندہ بھی ہم کو فتوحات حاصل ہونے اور ہم اپنے دشمن  
ہم کا پیادہ ہونے لیکن اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے جو فوائد ہمارے پاس ہیں ان کو  
ہم کو کام لینا چاہیے ہمت کو بلند اور ارادوں کو مضبوط رکھنا چاہیے۔

یہ سب جن دوستوں نے واپسی کی تجویز پیش کی ہے یہ تجویز ان کی شان  
کے خلاف ہے ان کو اتنا نڈل نہیں بننا چاہیے اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ اس حالت  
میں ہی جو شخص ہندوستان میں ٹھہرنا نہ چاہے اور اپنے مقصد عالی کی اس کو  
پروانہ ہو جائے کاف اپنے ملک کو واپس ہلا جائے میں اسکو ہندوستان کے قیام  
پر مجبور نہ کروں گا۔

یاد رکھی اس دانش مندانہ تقریر نے سپاہیوں پر غیر معمولی اثر ڈالا انہوں نے  
واپسی کے ارادے کو ترک کر دیا اور پھر جنگی تدبیروں اور کاموں میں مصروف و  
منہمک ہو گئے بہانہ کہ انہوں نے پوری قوت سے دشمن کا مقابلہ کیا اور

اس کو شکست فاش دی۔

اس فتح کے بعد سب وعدہ ہارنے ان سپاہیوں کو واپس جانے کی اجازت دیدی جو کابل جانے کے خواہش مند تھے ہمایوں اپنی پیشی سپاہ کے ساتھ واپس روانہ ہوا اس کے ساتھ ہمدی خواجہ بھی تھا ہمایوں کو اس کی دعا تھی اگرچہ ناگوار تھی لیکن ہمایوں ناخواستہ اسے اس کو اپنے ساتھ رکھا یہاں تک کہ سفر خیر و خوبی کیلئے ختم ہوا اور یہ لوگ کابل پہنچ گئے ہمدی خواجہ کا لڑکا پونہ ماوہ میں حکمران تھا اسنے وہ زیادہ عرصہ تک وطن میں قیام پذیر نہ رہا اور <sup>۲۵</sup>۱۷۰۰ء میں جہ ہندوستان چلا آیا۔

ہمایوں رحمت کے دن پورے کر کے ۱۶ اپریل ۱۷۰۰ء کو جہ دہلی گیا پھر اسنے شاہی خزانہ کا روپیہ نکال لیا اور اپنے صرف میں آبا جلا بکھا یہ فعل کسی طرح مناسب نہیں کہا جاسکتا اس کو اگر روپیہ کیفہ ورت تھی تو وہ ہائر طریقہ پر بھی حاصل کر سکتا تھا اس نے اس روپیہ کو بھی جو اس کو فتح کی خوشی میں انعام کے طور پر ملتا تھا ضائع کر دیا اور شاہی خزانہ کا روپیہ بھی برباد کر دیا ہمدی ہمایوں سے غیر معمولی محبت رکھتا تھا اور وہ اکثر اسکی اس قسم کی حرکتوں سے چشم پوشی کر جاتا تھا اسکے ساتھ ہی وہ اسکو بیش قرار قسمل و قیمتی اشیاء بھی دیتا رہتا تھا ہونا چہ مشہور ہے کہ گوالیا کی لانی نے اپنے خاندان کی مدت کو یہ قرار رکھنے کیلئے جو قیمتی میز ہار کی نمونہ کیا تھا وہ بھی ہارنے ہمایوں ہی کو دیدیا تھا غالباً یہ ہیرا وہی مشہور کوہ نور کا ٹکڑا ہے۔

شاہی خزانہ پر ہمایوں کی تہا دوست برد ہار کو بھی ناگوار گذری اور وہ ہمایوں کے اس فعل پر بہت ناراض ہوا ہونا چہ ہار نے اپنی نوک میں <sup>۳۳</sup>۱۷۰۰ء کے واقعات میں اسکا بھی ذکر کیا ہے اور ہمایوں کیلئے یہ بیان ایک سلی منسوبہ جسکو وہ ہتی دنیا

تک پہنچے۔

جوانی کے عالم میں ہمالیوں نے یہ حرکت وقوع میں آئی تھی مگر ہر قسم کے  
اور واقعات بھی وقوع میں آئے ہوں اور ہمارے ان کی ان حرکات پر اسکو کافی تہیہ  
ہی کی ہو۔

ہمالیوں کی ذاتی قابلیت اور حکومت کی قابلیت کا اندازہ اس قسم کی حرکات سے  
بخوبی ہو سکتا ہے واقعہ یہ ہے کہ باپ کے غیر معمولی لاڈ اور ہمارے ہمالیوں کو جری بنا دیا  
تھا ہمارے اسکی افسوس ناک حرکات سے چشم پوشی کرتا تھا اور ہمیشہ انکی ناگوار جزا کو بھر  
پر وہ ڈال دیتا تھا سنے ہمالیوں کو ان باتوں کی بیوا نہ ہوتی تھی۔

ہمالیوں کو چھوڑ کر مدیترہ سے بددشمنان چلا گیا اور شہزادہ کے موسم خرمی میں  
ہمارے کو یہ معلوم ہوا کہ ہمالیوں نے بدستوری اپنی اغویات میں مشغول ہو انہیں ایام میں حاجی کیلئے  
جلن سے جتنے متعلق ہو زمین کا یہ بیان ہوا کہ انکو شہر شاہ شہزادہ سے قید کر لیا تھا  
ہمالیوں کو پہلا لڑکا پیدا ہوا اسی کے ساتھ ہمارے کو یہ خبر بھی ملی کہ شہزادہ کامران کی شادی  
سلطان علی بیگ چک کی لڑکی سے ہو گئی ہے ہمارے ان خبر کو خوشی کیساتھ منانے اور  
تحائف روانہ کئے۔

ہمارے ہمالیوں کے لڑکے الامان کے پیدا ہونے اور شہزادہ کامران کی شادی  
پر جو خط ہمالیوں کو لکھا تھا وہ دیکھتے کے قابل ہے تو انکے میں اس خط کا ذکر بلایا جاتا ہے  
یہ خط بظاہر محبت نامہ ہے لیکن اس میں قابلہ ہدایات بھی ہیں ہم اس کے اقتباسات  
اس مختصر مدد کرتے ہیں ہمالیوں کو مخاطب کر کے ہمارے خط میں کہتا ہے۔

”کچھ کا نام نالامان قابل اعتراض ہے اس سے عمل اور کوشش میں تنگی  
کے مفہوم کا اظہار ہے تاہم کہیں یہی شخص ہے جو کوشش اور  
ہر دم کرتا رہتا ہے

تم نے اپنے خط میں بدخشاں سے دوسری کا ہو غرض میں کیا ہو وہ قبل  
سماعت ہو تم کو بتایا جاتا ہو کہ بادشاہی کی ذمہ داری سے بڑھ کر اور  
کوئی ذمہ داری نہیں اور اسکے لئے غلام حضرت بہت بڑی شے ہے  
تمہارے خط کی عبارت اور الفاظ قلیل محض میں واقعہ ہو  
کہ تم کو خط لکھنے کا کافی سلیقہ نہیں تم اپنی لیاقت کے اظہار میں  
ایسے الفاظ استعمال کرتے ہو جو خط میں لکھنے مناسب نہیں ہیں اور  
اسی وجہ سے تم اس فن میں ناکام رہتے ہو خط میں شاعرانہ لغائی کی  
ضرورت نہیں ہمیشہ صاف اور سادہ الفاظ میں خط لکھا کرو جس لکھنے والا  
اور پڑھنے والا دونوں دعاغی تکلیف سے محفوظ رہیں۔

اس خط میں بابر نے شہزادہ کاہران کے متعلق چند الفاظ لکھے ہیں جنہیں  
اس کاہران کی لیاقت اور معاشرت کی تعریف کی گئی ہے کسی قسم کا شہ  
ظاہر کئے بغیر اس پر شفقت و مہربانی کا اظہار کیا ہے اور خدا سے دعا کی ہے کہ کاملاً  
ہمو کو بھلا سمیع و مددگار رہے آخر میں بابر نے اپنے تجربہ اور خیال کی بنا پر یہ بھی کہا  
ہے کہ کاملاً ہمالیوں کی آمد و اعانت سے کبھی دریغ نہ کرے گا اس خط میں بابر نے  
ہمالیوں کو یہ بھی ہدایت کی تھی کہ وہ خواجہ کلاں و کلاطاب کے سلطان میں ہمیشہ اپنا  
خیر خواہ و دوست بنائے رکھے لیکن بابر کی ہدایت کے بموجب ہمالیہ کو خواجہ کلاں  
کے معاملہ میں ناکامی ہوئی بابر کے مرنے پر خواجہ کلاں نے ہمالیوں کا ساتھ چھوڑ دیا  
اور کاہران سے جا ملا البتہ سلطان کلاطاب اس کا دوست اور خیر خواہ بنا رہا۔

پانچویں فصل  
باب کے لو کے

اور چونکہ بابر کے لوگوں کا ذکر آنچلک ہے اس لئے مناسب ہے کہ ہم اس موقع پر  
بابر کے تمام لوگوں کا تذکرہ کر دیں تاکہ بابر کے خاندان کے تمام حالات نظر آسکیں  
بابر کے تین اہل کے تھے سب سے بڑا بیٹا ہونوں تھا جو بابر کے بولاسکا جانشین  
ہوا اور جس سے بابر کو غیر معمولی محبت تھی لیکن اسکے اظہار کو وہ پسند نہ کرتا تھا۔

دوسرا بزرگ کامراں تھا جس سے اگرچہ بابر کو اتنی محبت تو نہ تھی جتنی کہ پہلوں  
کیساتھ تھی لیکن اسکے اخلاق و عادات و معاشرت اور فرائض قابلیت کا وہ مدد  
نفا اور اپنے تجربہ کی بنیاد پر کا خیل تھا کہ پہلوں کی کمزوریاں کامراں کی اطاعت  
پر مدد میں بھی رہیں گی اور کامراں ہمالیہ کی اعانت سے کبھی دست نہ کرے گا۔

تیسرا اور کامراں کا حقیقی بیٹا تھا ہمایوں کا نانا تارخوں میں عسکری بیان  
کیا گیا ہے جسکے لفظی معنی لشکر کے افسر پیدا ہونے کے ہیں ہامنے تو ترک میں اپنے اس  
لوگ کو پیدا نش کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے البتہ دوسرے ذرائع سے یہ معلوم ہوتا ہے  
کہ عسکری کی ولادت ۹۲۲ھ (۱۵۱۰ء) میں ہوئی یہ زمانہ بابر کی لشکر اور جنگی زندگی  
کا زمانہ تھا تو ترک میں اس کا ذکر سب سے پہلے اس موقع پر آتا ہے جبکہ جنگ پانی پت کے  
بعد بابر نے اسکو تحائف روانہ کئے ہیں اور اسکا درجہ ہندال کے برابر رکھا گیا ہے عسکری  
اور ہندال کی عمروں میں صرف دو سال کا فرق تھا۔

۹۲۵ھ میں عسکری بلخان میں تھا لیکن یہی تقریر کا ذکر تو ترک میں نہیں پایا  
ہا تا غالباً تو ترک میں ہر اپریل سے ۱۸ دسمبر تک کا جو خلی زمانہ ہوا جسکے واقعات سے  
تو ترک صفحات خالی ہیں اسی خلی زمانہ میں غالباً عسکری کا تقرب ہوا تھا اس کے بعد عسکری  
اگرہ میں آگیا اور شاہی خاندان کیساتھ اپنے باپ کے پاس رہا اور دسمبر تک اسکا قیام  
اگرہ میں رہا اس زمانہ میں وہ فوجی لباس زیب تن کئے ہوئے مشرقی ہندو کی جنگ  
کیتے تیار رہا کرتا تھا اور افسروں کی خاص مجلسیں اس میں پر شور و حرکت کئے آتی ہندال



میں منعقد ہوتی تھیں۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ بارہ سال کی عمر کا لڑکا عسکری اور فوجی  
 مہم میں صلاح و مشورہ کی رہنمائی یقیناً اسکو انہی چند سال تک فنون جنگ حاصل کر چکی  
 ضرورت تھی لیکن جن بچہ نئے باپ بارہ سال کی عمر میں بادشاہی کے فرائض انجام دیتے  
 ہوں اور جنگ کی رہنمائی کی ہوا و ساری عمر جنگوں ہی میں بسر ہوتی ہو اس کے بچپن کی قابلیت  
 کا ہونا زیادہ حیرت کی بات نہیں ہے۔ بہاؤوں نے گیارہ سال کی عمر میں بدخشاہ کی  
 حکومت کی اور پھر باپ کے ساتھ جنگوں میں حصہ لیا تھا۔

ہر دسمبر کو بارہ نے عسکری کو غیر معمولی امتیازات مرحمت فرمائے یعنی مرتع  
 خنجر کو مہنی اور شاہی خدمت فاخرہ کیساتھ اسکو سب سالانہ عہد کا منصب علیل بھی بخشا  
 گیا۔ نقارہ جنگ اسکو عطا ہوا۔ علیٰ قسم کے گہوڑے دس ہاتھی اور دس خنجر ڈیرے اور  
 بارہ دہلی کا تمام سامان مرحمت ہوا۔ دربار شاہزادگی کو بعد دربار کی اجازت بھی عطا  
 ہوتی اور شاہی دربار میں خاص سند مرحمت فرمائی گئی عسکری کو ان عطیات و لوازمات  
 میں ٹھوٹے بہت پسند آئے بارہ سال کی عمر ہی اسکو سواری کیلئے گہوڑے ہی  
 پسند آنے لگے تھے۔ لیکن ہاتھیوں کے عطیہ کا اس کو کیا اثر ہوا ہوگا ورجب اسنے  
 ان کو قہر مندوں کو دیکھا ہوگا تو کس قسم کے خیالات اس کے دل میں پیدا ہوئے ہونگے۔  
 عسکری اور دسمبر کو اپنے باپ سے جبکہ وہ عمال میں تھا نصرت ہو کر مشرق  
 کی سمت روانہ ہوا اور جنگوں میں مصروف ہو گیا تو نزدیک میں اگرچہ ایک جنگوں کی تفصیلات  
 پائی جاتی ہیں لیکن اس کی ذات خاص کے متعلق ایک حرف ہی نظر نہیں آتا اس کے  
 بعد وہ کامران کا سابقہ عاقلقت بنا اور بہاولوں کیساتھ آخر تک وفاداری کی پہاٹک  
 لے اس و قاولی میں اس نے تیموری خاندان کو اپنا دشمن بنالیا۔

چوتھا لڑکا ہندل تھا جس کا ذکر تاہم نچل میں اور توڑک میں تفصیل سے

پایا جاتا ہے۔

بابر نے تمام کچھ کو اکثر مخالف روانہ کیا کرتا تھا اسلئے میں جو مخالف اُس نے  
 بھیجے تھے اُن میں ہندال کے لئے ایک جزا و قلمدان، سیپ کی ایک جزا و کرسی  
 اور ایک غلام تھے یہ تھا دس برس کے بچے کیلئے اس سے بڑھ کر اور کیا تحفہ ہو سکتا ہے۔

## پانچویں فصل

شاہی خاندان کی خواتین کی ہندوستان میں آمد

اسلئے میں بابر کا یہ حکم کابل پہنچا کہ شاہی خاندان کی خواتین فوراً کابل سے  
 روانہ ہو کر دہلی پہنچیں جس حکم کے پہنچنے پر باہی مشیر ہو کر لیا گیا جائے بعض لوگ  
 اس پر آمادہ تھے کہ دہلی جان چاہئے اور بعض اپنی ذاتی دلچسپیوں کے سبب کابل ہی میں  
 رہنا پسند کرتے تھے۔ چہرہ بات حاضر بحث میں آئی کہ آیا کابل کو بالکل چھوڑ دیا جائے  
 اور یہاں سے بالکل روانہ ہو جائیں یا دور دورا مسافت اور صعوبات سفر کو پیش نظر رکھتے  
 ہوئے کوئی وسط طریقہ اختیار کیا جائے اس بحث و مشیروہ میں کافی وقت صرف  
 ہو گیا اور دواگی میں دیر ہو گئی۔

بابر نے جو حکم کابل بھیجا تھا وہ مختلف فرقوں کے نام تھا جس میں لکھا تھا کہ اپنے  
 تمام سامان خانہ داری کیساتھ وہ دہلی آئیں بابر کا مقصد یہ تھا کہ خاندان کے تمام  
 افراد اس کے ساتھ ہندوستان میں رہیں اور وہ ان کے درمیان سسترت بخشش و  
 بسر کرے۔

کابل میں شاہی خاندان سے جو خواتین متوسل تھیں انکی تعداد بہت زیادہ  
 تھی انہیں بعض سے مادی رشتہ تھا اور بعض سے سسرالی اور یہ سب کچھ دہلی  
 خاندان کی شاخوں سے وابستہ تھیں ہاچنانچہ میں متعصب کا اختلاف بھی تھا اور ان میں  
 اکثر بھران و خیر کی مکرر سیوکا میں مکران تھے ناراض یا ناخوش تھیں۔

خواجہ کلاں نے ہار کو اپنا کھانا جو - - - فروری ۱۸۵۷ء کو بامر کے لشکر گاہ میں  
کو پہنچا اس خط میں کابل کے تمام امور و مالی کے متعلق حالات درج تھے اور آخر میں  
لکھا تھا کہ نامہ بر کابل کے تمام حالات سے آپ کو آگاہ ہو گا ہار نے ۱۸ فروری  
۱۸۵۷ء کو اس خط کا جواب لکھا جس میں تحریر تھا -

۱۔ اور تم کابل کی غیر مطمئن و غیر منتظم حالت کو دیکھتے رہو اور اس جانب  
لدوری توجہ رکھو۔ میں کافی غور و قائل کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ  
جس ملک میں سات آٹھ شخص حکمران ہوں اور مختلف اشخاص کے  
ہاتھوں میں جسکا انتظام ہو وہاں کا کوئی انتظام درست نہیں رہ سکتا  
ایسی حالتیں مناسب یہی ہو کہ میں اپنی بہنوں اور اپنے خاندان کی  
خواتین کو ہندوستان ہلالوں اور پھر کابل کے تمام اطراف و جانب  
اور ملک کے اضلاع کا احاطہ جمایوں ان کاموں کے حوالہ کر دوں چنانچہ  
اُس کے متعلق میں نے ہدایات جاری کر دی ہیں۔ تم اس خط کو دیکھتے  
ہی میری بہنوں و خاندان شاہی کی خواتین کے پاس جفا و اولاد کو  
اطلاع دو کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر کابل سے اپنی روانگی کا احاطہ  
کر لیں اور فوراً رولہ نہ ہو جائیں میں نے انکو لے کر کیلئے ہندوستان  
لشکر بھیج دیا ہے وہ سرحد پر انکا انتظام کرے گا اگر وہ روانگی میں تاخیر  
کریں گی تو سخت دشواریاں پیش آئیں گی اور ملک کا بھی نقصان  
ہو گا۔

بابہ نے اپنے خط میں جن سات آٹھ حکمرانوں کا ذکر کیا ہے وہ کون تھے وہ  
کوئی معمولی آدمی نہ تھے ہندوستان کی سپاہ کے پٹھے ہوئے سردار تھے اور  
ہندی خواجہ بھی اس خط کے پہنچنے سے پہلے انہیں اگر شامل ہو گیا تھا ہار نے

اس خط میں اپنی بہنو محاکمہ کر دی کیلئے اس نے ایک لطیف اشارہ سے اس جانکدہ  
 اگرچہ ان کے مروت و شان میں شک نہیں کاہل میں ان کا آخر عورتوں کے توسل سے  
 ضرور پایا جائے اور فی الفت کی فضا پیدا ہو رہی ہے باہر کی بہنوں میں ایک  
 تو خاندانہ مہمی جس کا شوبہ بہمی خواجہ تھا جو اس وقت کاہل میں موجود تھا اور  
 خاندانہ کو اس سے بڑی اعلویت مہمی چہ وہ خود بھی معقول اثر و اقتدار رکھتی تھی اور  
 باہر بھی اس کے معقول اثر تھا اس نے ایک مرتبہ اپنی شادی سے پہلے باہر کیسے  
 ایسی بہنوں کی ظاہر کی تھی جسکی مثال شکل سے لے سکتی ہے باہر سخت ہمارا تھا اور اسکی  
 جان کے لالچ سے ہوتے تھے اس حالت میں خاندانہ نے اپنی تنہائی کو بھائی  
 پر نثار کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور وہ اس پر ہل تیار ہو گئی تھی۔

طبقات میں لکھا ہے کہ خاندانہ کا شوبہ بہمی خود تہی زبردست شخصیت کا مالک  
 جس کو باہر جیسے طاقتور اور بہت شہرہ باوشاہ کا جائز نہیں تجویز کیا گیا تھا یہ اکثر ہاکیسے  
 رہا ہے باہر کی دوسری بہن شہرہ ہاؤ تھی جو خاندانہ کی سوتیلی بہن اور ہمارے بھائی  
 بنید ہلا اس کی بہن تھی اسکا ایک لڑکا بھی تھا اور غالباً عمر شیخ کی ایک لڑکی  
 یادگار بھی انہیں کیتا کاہل میں تھی۔ ہمارے حقیقی بہنوں کے علاوہ چند منہ بولی بہنیں بھی  
 تھیں جن میں ایک سلیمہ کی ماں تھی اس کی آرزو تھی کہ بد خشاں کی موروثی سلطنت  
 جلد ہمارے کو مل جائے تاکہ اسکا نصیب کھل جائے اس کے علاوہ تین اور منہ بولی بہنیں  
 تھیں جو تہموری خاندان کے مشہور شخص سلطان حسین مرزا کے تین پوتوں کی بیویاں  
 تھیں ان کے نام محمد سلطان مرزا قاسم حسین سلطان مرزا محمد خان مرزا ہیں۔

عہد قاجار شاہی کی عورتوں کی زندگی میں جو سوت کابل میں موجود تھیں ان میں سے ایک کا نام مہر بانو  
 ہے جو ایک سلطانی کے عہد میں داخل تھی اور دوسری رقیہ بھی ایک اندھ کی بہن تھی رقیہ کا انتقال  
 شادی کے کچھ عرصہ بعد ہو چکا تھا ہمارے گھرانے کے زمانہ میں اسے مرنے پر ہمیں اپنے اہل و کسب  
 نامہ گھر سے ملنے سے زمانہ میں رقیہ کا انتقال ہوا ہے یہ غالباً ۱۲۵۰ھ کا واقعہ ہے۔

تہیں ہندوستان میں تھے اور جلیل القدر مناصب پر مرفوز تھے  
ظاہر ہے کہ کابل میں اس قسم کی شاہی خواتین کا اوقات ادا کیا ہوگا اور  
ان کے اختلافات سے ملک کا انتظام میں کیا کیا خرابیاں رونما ہوتی ہوں گی پھر بار  
کے سوتیلے بیٹے ہاگو کا ناصر کا خاندان بھی کابل ہی لٹھا اور بارہ کی بیٹیاں بھی موجود  
تھیں ان تمام مفاسد اور مناقشات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جولان خواتین کی کجوائی و  
کابل میں رونما ہونے ضروری تھے بارہ نے یہ مناسب سمجھا کہ ان کو ہندوستان بلا کر  
اور اپنی نگہانی میں رکھے۔

نیواری خاندان کی دو خواتین فخر جہاں اور خدیجہ بارہ کی چھ بیٹیاں تھیں اور  
۱۵۲۶ء میں ہندوستان بلا کر انکی تھیں فخر جہاں ایک ترہری سہی کی بیوی تھی یہ  
فخر جہاں کے خاندان سے تھا اور اس کا خاندان غازی دہار میں خاص تعلق رکھتا  
تھا خود ترہری بارہ کے لشکر میں ملازم تھا خدیجہ کے شوہر کا ذکر توڑک میں نہیں ہے  
نہ گلدن نگہ نے اس کا کوئی ذکر کیا ہے۔

مگر یہ کہ ~~میں~~ میں بارہ نے اپنی ان چھ بیٹیاں اور بعض دوسرے رشتہ داروں  
اور ملازمین کو اس لئے ہندوستان بلا کر یا ہو کر وہاں کے اثر و اقتدار کو اپنی آنکھوں سے  
دیکھا اور اس کی قسمت کی ماوردی مشاہدہ کو اس فخر جہاں اور خدیجہ اپنے بچوں کو پیش کیا  
ہندوستان کے گئی تھیں ۳۴ نوبر کو جب یہ بارہ کے لشکر میں پہنچیں تو بارہ نے  
شہر سے محل کران کا استقبال کیا اور ساعت سب سے ان کو لکھا کہ اس محل میں ٹھہر  
جھا کرہ میں ان کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا فخر جہاں اور خدیجہ گیا رہے ہندوستان  
میں رہیں اور اس سے پہلے کہ یہ خود کابل پہنچ گئی خواہش ظاہر کہیں ۲۴ ستمبر  
۱۵۲۶ء کو بارہ نے فخر جہاں کو کابل روانہ کر دیا اور خدیجہ کو ایک ہفتہ کے بعد نصرت  
کیا گیا کیونکہ یہ معاملات ایسے تھے جن میں خدیجہ سے خاص طور پر گفتگو کرنی تھی

بارہے ہندوستان فتح کرنے کے بعد یہ قلعہ مقہور کیا تھا کہ عیسائی نماز پڑھ کر اپنے  
خاص کاموں کو شروع کیا کرتا تھا چنانچہ اس نے دوسرے جمعہ کی نماز پڑھ کر غریب کو  
کابل روانہ کر دیا۔

۷۱ اکتوبر کو خیر جہاں وضو پیکر کی بہنیں مضامین کابل میں داخل ہوئیں  
اولین کا شاہانہ استقبال کیا گیا بابرانی انہیں حمید کے ذریعہ کابل کے حالات معلوم کیا  
کرتا تھا اور جو خبریں ان کے توسط سے سکولٹی تھیں انہیں کے موافق احکام جاری  
کرتا تھا چنانچہ خواتین شاہی کی طلبی بھی اسی طریقہ پر عمل میں آتی تھی:-

بابر کے زمانہ میں انگریزوں کا ذکر اکثر آتا ہے یہ سب ان کا ذکر کرتا ہے تو لگی  
علم و تربیت کے لحاظ سے ان کو خاص القاب یا اور کتاب صرف ہی نہیں بلکہ بابر ان کو  
خاندان کا سہرہ ست خیال کرتا اور ان کے تمام معارف مہیا کرتا ہے اسے ہر بات  
میں صلمان و مشورہ دیتا اور ان کی نصیحت پر عمل کرتا ہے بابر اپنے مصائب و تکالیف  
کا بھی ان سے ذکر کرتا اور ان کی ہمدردی حاصل کرتا ہے ان کی اتنی آؤ بھگت اور تعظیم  
و محرم کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی ان کی غیر معمولی عزت کرتے ہیں۔

کابل سے خواتین کی روانگی کا ذکر بابر نے تفصیل سے کیا ہے اور گلبدن بیگم  
نبی شریف کے ساتھ اس واقعہ کو لکھا ہے گلبدن کی عمر اس وقت پانچ سو سال کی تھی  
اور اس منظر کو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

۱۴ جنوری ۱۵۲۹ء کو بابر نے سنا کہ خواتین کابل سے روانہ ہو گئی ہیں پہلوانکی  
والدہ ماہم جنوری ۱۵۲۹ء میں سب سے پہلے روانہ ہوئی تھی یہ ایک خاص دستک حفاظت  
میں آئی تھی اور سواروں کا یہ دستہ بہت تھوڑے آدمیوں پر مشتمل تھا اس دستہ نے  
ساف کو تیزی سے ملے کیا اور یہ بہت جلد مار ڈال دیا گیا البقیہ خواتین لہو قافلوں کے  
ساتھ کے بعد بکری کابل سے روانہ ہو کر آئے انہیں کابل سے خواتین کی بھی

جنہی سے آخر فروری ۱۸۵۷ء تک ہو گئی ہوگی اور اس کے قافلے ۷۲ مارچ تک روپوش  
 گئے ہوں گے اور یہ سفر عموماً گہرے راتوں میں ہوا ہوگا ممکن ہے کہ بعض خانہ نشین نے ہالکیوں کے  
 ذریعہ اس سفر کو طے کیا ہو۔ اس سفر کیلئے جو راستہ اختیار کیا گیا ہوگا وہ بخاک کا راستہ  
 ہوگا جو جگہ جگہ سے گزرتا ہوا جلال آباد اور خیبر تک پہنچتا ہے لیکن یہ قیاس ہی اس  
 ہے کسی معتبر ذریعہ سے اس سفر کے راستہ کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔ گلبدن بگم نے  
 یہ سفر ماہم کیساتھ طے کیا تھا اور اس کی بہنیں دوسرے قافلوں کے ساتھ آتی تھیں  
 اگرچہ میں جس شان سے ماہم کا استقبال ہوا تھا گلبدن بگم نے اسکو اپنی آنکھوں سے  
 دیکھا ہوگا اور عزت و احترام کے اس منظر نے اسکی فزیت و کجھفت کے احساس کو  
 بھلا دیا ہوگا جو اس نے اس طویل مسافت میں برداشت کی ہوگی۔ گلبدن بگم نے  
 کابل سے راجھی اور اگرچہ میں پہنچنے کے تمام حالات تفصیل سے لکھے ہیں لیکن اس سفر  
 کے حالات کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

خواتین کی کابل سے روٹنے کے بعد اگرچہ پہنچنے تک بارہواں کے درمیان  
 خط و کتابت کا سلسلہ بارہواں جلدی رہا نہی دلوں میں بڑے شہر وک نامی ایک نامہ کے  
 ہاتھ ماہم کو ایک خط اور توڑک کا ایک نسخہ بھی بھیجا تھا حرکت کی یہ تسخیر میں سفر قند  
 پہنچنے کیلئے لکھا گیا تھا لیکن ماہم سے خاص محبت ہونے کے سبب اسکو بھیجا گیا۔  
 گلبدن نے اپنے اگرچہ پہنچنے کے واقعات نہایت دلچسپ انداز میں لکھے ہیں  
 چونکہ وہ اس کتاب میں موجود ہیں اسلئے یہاں اس کے انکشاف کی ضرورت نہیں ہے  
 جس رفد گلبدن اور ماہم اگرچہ انہی میں تو اس رفد گلبدن کو بابہ کے حضور میں  
 پیش نہیں کیا گیا اور دوسرے رفد گلبدن اپنے باپ کے حضور میں حاضر ہوئے جس کا

عہدہ ملک نہایت اعلیٰ تھا کہ جس کی طرف سے ان کو بھیجا گیا ہے کہ یہ سفر قند کے سبب ہوا ہے اور جس  
 میں اس کو ملے ہیں وہ حد کے گہرے ہیں۔ لیکن انہوں نے یہ ہر حال یہ کہ اس سفر میں جو کچھ ہوا  
 وہ انہی کے ہاتھ تھا کہ انہیں یہ کہ بہت قدیم نسخہ ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ ان

دھندلا سا فکراس کے دماغ میں محفوظ رہا ہر وہ کہتی ہے کہ ہمارے شخصی کلام  
اسم غالب ہو گیا تھا وہ انتہا پر چکی خوف نہ تھی اور واقعات پیش آئے وہ ان کو  
محفوظ نہ کر رہ سکی تھی ممکن ہو کہ ہی وجہ ہو کہ اس نے اس ملاقات کا ذکر تفصیل سے نہیں  
لکھا ہے۔

چند روز میں گلبدن بیگم کا خوف زائل ہو گیا اور وہ ہمارے حضور میں خوش ہضم  
ہونے لگی وہ اب انتہا پر چکی خوش محسوس کرتی تھی اور ہا بھی مسکودیکھ کر خوش ہوتا  
تھا جس ہمارے کو خداوند تعالیٰ نے ایسی ذہین سمجھا اور قابل لڑکی مطلق ہر وہ کہتے تھے  
اس کو دیکھ کر خوش نہ ہو گلبدن کی ذاتی قابلیت کا اندازہ اس کی کتاب ہی سے نہیں  
ہوتا بلکہ ان واقعات سے بھی ہوتا ہے جو بچپن میں پیش آتے ہیں ہمیں گلبدن کے  
بہذات اور شوقی کے ساتھ متانت و رعایت کی بھی تھی اور وہ واقعات کی رفتار سے  
نتائج کا استخراج کا خاص لکھ کر تھی تھی ہر جب وہ سن شوق کھنسی کو اس نے اپنی خط  
واقعات بلیت سے کام لیا اور باوجود تصنیف و تالیف کے عادی نہ ہونے کے اس کے  
قلم سے وہ شوقی نہیں۔ اعلیٰ خیالات اور پاکیزہ بہذات نمایاں کئے جسکی اس توقع  
نہ تھی وہ ہر حال میں منتقل مزان بہتی تھی مصائب و مشکلات میں بدیشان نہوتی  
تھی اور ہم کا ایف کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرتی تھی۔

ہم اور گلبدن بیگم اگر وہ بچنے کے بعد عیش و عشرت کیسے زندگی بسر کیا  
گیں ان کی زندگی کے برہم نہایت مسرت بخش تھے ہمارے ان کو دہر لہر اور سیر کی  
لیجات اور وہاں کی شاہی عملتون اور لطف مناظر کی سیر کرنا ہمارے کو تعلیم کا غیر مولی  
شوق تھا اور بہترین مناظر سے خاص دلچسپی رکھتا تھا وہ اگر وہ خشک علاقہ سے  
ناخوش تھا اور اس کے اطراف کے بد صورت اور بد مناظر سے اس کو اذیت ہوتی  
تھی چند روز میں اسے اگر وہ کے مناظر کو یکسر تبدیل کر دیا اور ایک ایسی حسین اور



خصوصیت بلکہ نیا وہاں جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اس زمانہ میں تہذیب گنجِ مجدد  
 شہدادت سکندر شاہ و سیکری کی عمالت کا جو وہی نتیجہ لیکن پھر بھی اس نے وہاں  
 ایسی حالتیں عمارت اور خوبصورت مناظر تیار کئے تھے کہ آراء کا خشک علاقہ  
 دلہن بن گیا تھا۔

وہاں جو سیکری میں جو عمارت ہمارے تیار کرانی تھیں ان کا ذکر گلبین بلکہ  
 کہتا ہے وہ کہتی ہے کہ شاہ بابائے سیکری دوسری شاندار عمارت کے علاوہ ایک  
 خاص عمارت تیار کرانی تھی جس میں شاہ بہاؤ شریف رکھتے اور اپنی کتاب لکھ  
 لکھا کرتے تھے اس مقام پر ۱۵۷۲ء میں ایک جنگ بھی ہوئی تھی جو ہم کی جنگ لالائی  
 ہے اس جنگ کے واقعات سے کان اس قدر آشنا ہیں کہ انکو کسی بھلا یا نہیں جاسکتا  
 فلہذا ہی جنگ کی بدولت ہمارے شاہ غازی کا خطاب ملا تھا یہ جنگ اُس نے فطری  
 نہت کہیا تھی جس میں لالائی کی تھی۔ گلبین بلکہ سلسلہ واقعات میں کہتی ہے کہ  
 ابنِ جگونہ کا بعد ہمارے آگے پہنچنے پر دوسری خواتین کا قافلہ خانہ دہلی سرکاری  
 میں آگے کے قریب پہنچا شاہین شاہ نے اسکا استقبال کیا لڑکوں میں اس قافلہ کی  
 آمد کا کوئی ذکر نہیں ہے ممکن ہے کہ یہ فروگذاشت اس پہلو پر ہو کہ ہمارے لئے یہ زمانہ  
 انتہائی بدیشلی و انتشار کا زمانہ تھا۔

ساتویں فصل

بہاول کی عمارت

موسم گرما ۱۵۷۵ء میں بہاولوں نے بدخشان میں سنا کہ اس کا باپ ہمارے بہاول  
 یہ خبر پائی کہ وہ باپ سے اجازت اور رحمت لئے بغیر بدخشان سے ہندوستان کی  
 طرف روانہ ہو گیا کاہل پہنچنے پر اس کی ملاقات کا مران سے ہوئی چاہیں انہیں غزنی  
 وہ کہہ کر اپنے چچا کو شاہ بہاؤ خطاب کیا لکھا جاتی تھی کہ ہندوستان پہنچنے کے بعد

سے آیا تھا دلوں نے مشورہ کیا اور باہمی قرار دلوں کے بعد ہندل کو جس کی عمر سو  
دس سال کی تھی بہ ترغیب دی کہ وہ بدخشاں کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لے۔

کابل سے روانہ ہو کر ہمالیوں ٹھیک اس وقت آگرم پہنچا جبکہ ماہر بار کو ہمالیوں  
کے متعلق مشوریت سے ہی تھی باہم کو ہمالیوں کے آئٹل بقینا خیر ہوگی اور وعا گرو  
میں اسکے لئے بار کو ہمبار کر رہی ہوگی۔

بار ہمالیوں کے اس طرح یکایک چلے آئے اور بدخشاں کے تخت کو چھوڑ  
مسٹر سخت ناراض تھا بار کے خیال میں بدخشاں کو اس طرح چھوڑ دینا سخت خطر  
کا موجب تھا وہ جانتا تھا کہ اگر اس حالت میں پہاڑوں کے اوپر سے کوئی آگیا اور  
بدخشاں کے تخت کو خالی کر کے علاقہ پر قابض ہو گیا تو پھر کچھ بنائے نہ بنے گی  
کامران اور ہمالیوں دلوں کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور بار کے خطرات درست  
ثابت ہوئے۔

بار نے چند فرار ہمالیوں کو مشورہ دیا کہ وہ بدخشاں چلا جائے ہمالیوں  
نے جواب میں ظاہر کیا کہ اگر عالیجاہ کا حکم ہوگا تو مجھے بدخشاں جانے میں کوئی عذر  
نہیں ہوگا۔ ہمالیوں اہل میں بہانے کر رہا تھا اور اگر وہ سے باہر جانا نہ چاہتا باہر نے  
ہم ہمالیوں کے منشا کو دیا وقت کر لیا تو خلیفہ کو بدخشاں چلے جانے کی ہدایت کی  
لیکن خلیفہ نے ہی اسکی پروا نہ کی خلیفہ نے یہ سمجھا کہ اس میں باہر کی کوئی چال ہے  
اور وعا اس کا سٹے بدخشاں بھیجنا چاہتا ہے کہ اس کا کہہ دہرا خباکیں مچائے  
خلیفہ جب اپنا مند ہار کے حضور میں پیش کیا تو بار نے اس محبت و عروت  
کی بنا پر جو اسکو خلیفہ سے تھی اور قدرت کے خاص طور پر اسکو بخشی تھی اس عذر کو  
قبول کر لیا پھر ہی خیال کیا کہ ایسی حالت میں جبکہ وہ ہمارے خلیفہ کا اگر وہ سے  
باہر چلا جاتا کسی طرح مناسب نہیں ہے خلیفہ ایک جائز اور عقل مند شخص تھا مکن ہو سکے

ہر شعل نہ جانے کا جو عذر اس نے پیش کیا ہمارے اس کی کوئی سیاسی چل ہی ہو۔  
 مختصر یہ کہ نہ تو ہماروں ہر شعل گیا اور نہ غلبہ اور قدرت کے اس کا فیصلہ  
 یہ کہ وہاں کہ ہر شعل اس کے حقیقی وارثوں کے ہاتھوں میں پہنچ گیا یعنی اس پر میراں  
 شاہی خاندان کے سلیمان مرزا نے قبضہ کر لیا اس کی عمر اس وقت صرف سولہ سال کی تھی  
 اس زمانہ میں ہماروں جوانی کے غور میں بھرا ہوا تھا اور اپنی جاگیر سنبھل میں  
 عیش و عشرت کے اندر منہمک تھا اس کو اس طرح زندگی بسر کرتے ہوئے غور سے  
 ہی دن گزرتے تھے کہ جو بار ہوا اور اس بہاری نے نہایت ناگ صورت اختیار کر لی۔

### آٹھویں فصل

بابر کی وفات

ہماروں کی ہماری نے جب طول چینچا اور اس کی زندگی سے مایوسی ہو گئی تو  
 ہمارے اپنے آپ کہ ہماروں کی جان کے بغیر پیش کیا اور بیٹے پر اپنی جان قربان کرنے  
 کے لئے آمادہ ہو گیا بابر کی اس قربانی کا ذکر تمام تاریخوں میں پایا جاتا ہے جس کا  
 ذکر یہاں طوالت کا موجب ہو گا ہم یہاں غلبہ کے الفاظ میں صرف اپنی سزا  
 ذکر کرتے ہیں جو بابر سے اس سلسلہ میں ادا کی گئی۔

غلبہ کی حکمت یہ تھی کہ یہ مشرق میں سما عقیدہ تھا اور ابھی یہ کہ اگر اپنی  
 سب سے قیمتی چیز کو مرخص پر قربان کر دے جائے اور منت مانی جائے اور یہ منت  
 اور قربانی قبول ہو جائے تو مرخص کو شفا ہو جاتی ہے اس قربانی سے مراد قہر منت  
 کی رسم بہت سادی تھی پچھلے درگاہ رب العزت میں مرخص کے شفا پانے کی دعا  
 کی یہاں تھی پھر نماز پڑھ کر مرخص کے گرد تین مرتبہ طواف کیا جاتا تھا۔

بابر کے غلوں و محبت کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ آسانی سے کیا جاسکتا  
 ہے کہ اس نے اپنے آپ کو بیٹے کی جان کے عوض خداوند تعالیٰ کے حضور میں پیش

کر دیا تھا اس دعا اور ناز کے بعد تین مرتبہ غسل دینے کے گروہوں نے کیا ہو اس کے  
مرض کو اپنا ہونے لیا چنانچہ اس مرض کی اولنگی کے بعد ہالیوں تو اچھا ہو گیا اور بار  
نے چند روز تیار ہو کر وفات پائی۔ ہالیوں موت کے دروازہ کے پاس کھڑے ہو گیا  
اور ہالیوں کے عرض بابر اس دروازہ میں داخل ہو گیا لیکن بابر کی یہ قربانی کامل  
قربانی نہ تھی وہ خود ہی غم سے بیمار تھا قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا اور اپنی موت  
کا کامل یقین اس کو ہو گیا تھا۔

اس واقعہ کے بعد بابر کی حالت روز بروز خراب ہوتی چلی گئی اس نے فوراً اپنی  
لڑکیوں گلبدن نگار اور گل چہرہ کی شادیوں کا انتظام کیا امرام سے اس امر میں مدد  
لیا گیا اور ہالیوں سے دریافت کیا گیا پھر بابر نے ہالیوں کو اپنا جنا نشین مقرر کیا  
اور اس کی رسمیں ادا کی گئیں اور ۶۰۔ دسمبر ۱۵۵۷ء کو اس نے داعی اجل کو لبیک کہا  
گلبدن بیگم لکھتی ہو کہ شہ بابر کی وفات سے دن تیرہ ہفتا ہو گیا اور ہم سب  
اس قیامت خیز دن کو گوشوں میں جھیکو غم و اہم میں گذارا۔

خلیفہ نے ہالیوں کو تخت و تاج سے محروم رکھنے کیلئے جو سازشیں اور کار  
روائیاں کی تھیں وہ نہایت دلچسپ ہیں وہ جانتا تھا کہ ہالیوں کے بجائے محمد  
ہمدی خواجہ خاں زوہدیکم کو تخت و تاج دیا جائے۔

نظام الدین مصنف بلقعات نے اس واقعہ کے متعلق بہت سی باتیں لکھی  
میں جن میں سے چند باتوں کو یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ  
بابر کو غم سے اس امر کا احساس ہو گا کہ جس قوت سے میں نے  
ہندوستان کو فتح کیا ہے اور ہندوستان کی نافرمانی اب دھوا کا  
مقابلہ کر کے اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کی ہے سلسلہ حالات  
کے سبب اب اس کے جسم میں وہ طاقت باقی نہیں رہی ہے اسی حالت میں



ہاپ کے اعتبار سے اسکے ترمذی ہونیکا ایک اور ثبوت یہ بھی ہے کہ مہدی درخشاں  
 بیکم کی قبریں چھل پائی جاتی ہیں، یہیں ابوالاعلیٰ ترمذی کا بھی مہر ہے  
 میرا خیال ہے کہ ہالوں کو تخت و تاج سے محروم رکھنے کا جو ارادہ کیا گیا تھا  
 وہ صرف ہندوستان کے تخت و تاج سے تعلق رکھتا ہو گا یا بابر کے وسیع مقبوضات  
 میں سے صرف ایک حصہ، راویہ خیال ہو گا کہ جس طرح ابوسعید بابر کے والد نے  
 اپنے مقبوضات کو اپنے لوگوں میں تقسیم کر دیا ہو گا اسی طرح بابر اپنے ملک کو تقسیم  
 کر دے گا۔

خیال کیا جاتا ہے کہ بابر کا ارادہ یہ تھا کہ ہندوکش کے اس طرف دروہیائے  
 آتش کے اس پار پہاڑوں کا عمل و فعل رہے اگر ہمایوں بابر کے حکم کے مطابق بدخشاں  
 چلا جاتا تو یقیناً اس تجویز پر عمل کیا جاتا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ہندوستان  
 کس سبب پر دیا جاتا اس کے متعلق کہیں کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا۔  
 واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمایوں کو تخت و تاج سے محروم رکھنے کی حکایت  
 میں نہایت اختصار سے کام لیا گیا ہے کہ امران کا بیان ہے کہ کابل میں سکی میں گلرغ  
 بیکم کو دیا گیا تھا اور ہمایوں نے بھی اپنی تخت نشینی کے بعد کھاران کی جنگی خدمات  
 کے صلہ میں کابل بطور جاگیر کے اس کو عطا کر دیا تھا لیکن اس منظر پر ایسی ایک  
 گھٹائیں چھائی ہوئی ہے کہ اصل حقیقت نظر نہیں آتی۔

ہمایوں بدخشاں کی حکومت چھوڑ کر ہندوستان آیا اس کی ماں ماہم پریا  
 موجود تھی اور اسکے سامنے کسی کی نہ علی مہدی خواہر کو وراثت تخت و تاج بنانے  
 کے منصوبہ ملک میں لگنے اور خلیفہ کی تمام کوششیں رائے گاہ گئیں پھر ہمایوں  
 جب خود بابر کے حضور میں حاضر ہوا ہے تو اس کا سارا غصہ فرو ہو گیا اور آخر وہی  
 ہندوستان کے سارے مقبوضات کا شہنشاہ بنا۔

باب کی وفات کے وقت گلبدن کی عمر زیادہ نہ تھی جو واقعات سوت اس کے  
ساتھ گئے تھے اُن کا اثر سپرہ دور ہوا ہوگا۔ کے بھائی الوک آنا بیکری میں نمود  
گلبدن پر جو حادثہ ہوا تھا اس میں اثر ہوا۔ باب کی پیش بینیاں نور ویشا نہ  
طریق اختیار کرنا ہوا ہوگا و فوٹہ بدخشاں آنا اور اسکے خطرات۔ ہوا ہوں کی خطرات  
عالمات۔ اس کی زندگی کی تنہا میں باب کا رسوم کرنا اور منتیں ماننا اس منت کے  
پیر ہونے کا خوفناک نتیجہ۔ باب کی وفات۔ یہ تمام وہ اہم واقعات ہیں جنکو گلبدن  
بیکر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور دین سے متاثر ہوئے۔

باب کی وفات کے بعد چالیس روز تک سوگ منایا گیا اور اگر مہ کا نام  
باغ میں جہاں باب کو دفن کیا تھا چڑھاوے چڑھتے رہے مخلوق فاتح کو برابر  
آتی رہی اور روشی کا سلسلہ جاری رہا اور قرآن خواں پڑھتے رہے۔

ماہم نے اپنی جیب خاص سے کافی نیرت کی اور حافظوں اور ناظرہ خواں  
کو دونوں وقت کہا نا کہ ایسا گناہ ایک شخص کی نگرانی میں جس کا نام گلبدن  
بیکر نے محمد علی اس بتلایا ہے باب کا مقبرہ تیار کرایا۔ یہ غالباً ماہم کا بھائی ہوگا اگر  
حقیقت میں یہ وہی شخص ہے تو پھر اس کا ذکر کتاب میں اُن واقعات کے سلسلہ  
میں آئے گا جو باب کے جسم کو اگر مہ کے دفن سے منتقل کر کے کاہل لیجایا گیا تھا اور  
وہاں اس کے پسندیدہ مقام پر دفن کیا گیا تھا۔

## دوسرا باب

غیب ہمایوں  
پہلی فصل  
ہمایوں کے مصائب

ہمارے تاریخی حالات اس قدر کچھپ دو گئے ہیں کہ اس کے حالات کو دیکھتے ہوئے اس کے محاسن کے مقابلہ میں عیوب پر نظر ہی نہیں جاتی لیکن ہمالیوں کی زندگی میں یہ بات نہیں پائی جاتی ہاں یہ اس کی زندگی کے واقعات بھی عجیب و غریب ہیں اور انکو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

ہمارے بعد شاہی خاندان کی خواتین پر کیا گندی اس کی کیفیت معلوم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم ہمالیوں کے آئینہ پر نکٹ کریں واقعہ یہ کہ ہندوستان پر ہمالیوں کا اقتدار اور تصرف بالکل غیر سیاسی تھا اس کا قبضہ لشکریوں پر منحصر تھا <sup>۱۷۹۹ء</sup> میں جب ہندوستان کے اندر تیرہویں کو شکست ہوئی اور آگرہ، دہلی، لاہور سے یہ بھگائے گئے تو ان کے کسی فوجیے بچائے نہ گئے۔ ان کا سرور ہمالیوں نے بارود و گار تھا صرف اس کا ایک بچائی تھا جو تری دقت میں اس کا مددگار بن گیا تھا۔

ہمالیوں ان ایام میں ماسٹر پلیٹوں کی طرح بھوکا پیاسا مارا ملا پھرتا تھا وہ اپنے لئے مفادات کا اتنی پکرتا اور میں چھپا رہتا تھا وہ اپنے لشکریوں کی مدد سے جنگی اعدا پر بہت تھوڑی رہ گئی تھی کبھی غالب ہو جاتا تھا اور کبھی مغلوب کبھی وہ نکال دیا جاتا تھا اور کبھی اس کو تسلیم و منقاد بنا لیا جاتا تھا۔

ان ایام کے تاریخی واقعات بہت کم ملتے ہیں اور جو قدر ملتے ہیں انکا زیادہ تعلق ہمالیوں کی ذات سے ہے اس لئے کہ ان دونوں میں اس کی زندگی تقریباً انفرادی زندگی تھی قومی نہیں۔ بار بار ہمالیہ کے تاریخی شخصیتیں تھیں وہ صرف وہ لوگ تھے جو حکومت و اقتدار کے خلیہ مند تھے سیاست و دانشمندی کا جوہر ان میں نہ تھا زمین نے ان کو بدورش کو لقا ہوا اپنے دست و بازو کی قوت اور تلوار سے مناصب حاصل کر لیتے تھے اور بہترین زندگی بسر کرتے تھے





ہمایوں بادشاہ



شاہی خاندان کی کسی ہی مصیبت کیوں نہ آئے انہیں اسکی بدمانہ ہوتی تھی  
 ہمایوں دسمبر ۱۵۵۷ء میں ہندوستان کے تخت و تاج کا وارث ہوا۔ دوسرے  
 سال کا مران لے لاہور پنجاب اور کابل پر قبضہ کر لیا اور ان زر خیز علاقوں پر اسکا  
 اقتدار رہا پھر ۱۵۵۷ء میں ہزاروں کے عدد کا واقعہ رونما ہوا۔ ۱۵۵۷ء میں کجرت  
 ہمایوں کے اقتدار سے کھل گیا تنزل و لوہار کے ان ایام میں ہمایوں کو براہِ نقص  
 پہنچا رہا اور زمانہ شیر شاہ افغن کا معاون و مددگار ہمایوں کا اقتدار بتدریج  
 زائل ہوتا تھا اور شیر شاہ کی حکومت کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا تھا ہمایوں اور شیر شاہ  
 کی جنگوں کا سلسلہ عرصہ تک جاری رہا ان لڑائیوں کا آغاز ہمایوں کے سپہ سالار  
 ہوا تھا لیکن اختتام منحوس ثابت ہوا۔

جنگوں کے اس زمانہ میں ہمایوں کی معاشرت اور ذاتی زندگی کی حالت  
 خراب ہو گئی تھی جب اسنے دیکھا کہ اسکے اقتدار کا خاتمہ ہو رہا ہے اور مقابلہ کی  
 تاب باقی نہیں رہی ہے تو ۱۵۵۷ء میں اسنے ہندوستان کی حکایت کو بنالہ  
 کے سپرد کر دیا اور خود غلطی ہو گیا۔

اسکے بعد بھی ہمایوں کی بہ وجہ کا سلسلہ جاری رہا لیکن ہر موقع ہٹکائی  
 ہوئی آخر اس نے تخت و تاج سے اپنی دست برداری کا باقاعدہ اعلان کر دیا  
 پھر ۲ جون ۱۵۵۷ء کو چونسہ میں اور ۱۵۵۷ء میں قنوج کے اندر تیوریوں کو  
 شکست ہوئی اور وہ اس تمام علاقہ کو چھوڑ کر لاہور چلے گئے اور پھر وہاں نے اپنے  
 قدیم مقبوضہ علاقین کی طرف بھاگ گئے۔

ان ایام مصائب میں مایہ یکم کو تخت کچھ نہیں برداشت کرنی پڑی  
 اور ہندو کی شادی سے پہلے ہی ۱۵۵۷ء میں اسکا خاتمہ ہو گیا اسکا لوکا ہمایوں  
 اسکا مرنے سے بہت پہلے نشہ کا عادی ہو چکا تھا آخر نشہ کی زیادتی نے ۱۵۵۷ء

میں اس کو بھی ہمارا الدعا۔

گنبد بن بکمر نے اس زمانہ کے واقعات کو تفصیل سے لکھا ہے اور ہندو کی بغاوت کے متعلق نئی نئی شہرہ کی حالات۔ ہندو کے نام سے ہمایوں کے غلام شیخ بہلول کا قتل وغیرہ تمام باتیں گنبد بن بکمر نے لکھی ہیں اور غلام کہتا کہ شیخ بہلول کے قتل میں ہندو شریک نہ تھا بلکہ وہ لوگ اس جرم کے متعلق ہوئے تھے جو ہندو سے کوئی عقیدت نہ رکھتے تھے۔

اس زمانہ میں ہندو کی عمر تیس سال کی تھی اور وہ ایک کامیاب سپہ سالار تھا جسے بڑے لوگ اس وقت اس کے مددگما تھے ان لوگوں میں بعض غور تھے اور بعض ہندوستان ہی کے وہ لوگ تھے جو بامعہد میں بڑے بڑے کام کر چکے تھے ان لوگوں نے اپنی آنکھوں سے ہمایوں کے لشکر کو تباہ و برباد ہوتے دیکھا تھا۔

اس وقت جمع معنوں میں ہندوستان کا کوئی حکم ان نہ تھا شیر شاہ ہمایوں اور السلطنت کے درمیان بٹا ہوا تھا۔ مزا علیحدہ بغاوت کر رہے تھے لیکن ان کا کوئی سردار نہ تھا۔

ہندو باہر کے تمام لوگوں میں بہترین معاشرت اور اچھے چال چلن کا لڑکا تھا جب ہمایوں ہندوستان سے چلا گیا اور فیون خوری و نشہ بازی میں مشغول و منہمک ہو گیا تو ہندوستان میں جمعہ کے غصبہ کے اندر ہندو کا نام پڑھا گیا۔

ہمایوں نے ہندو کی بغاوت کی خبر کو ہندوستان سے باہر سنا اور وہ واقعات کی رفتار کو نہ دیکھنے کے لئے غور میں غمہ گیا پھر وہ آکر کھڑا ہوا نہ ہوا رستہ میں چلنے کے مقام پر اس نے جنگ کی اور اس مقابلہ میں اس کو شکست ہوئی

اور اس کے آٹھ ہزار سپاہی جو کہ راز مودہ ترکی سپاہی تھے تلوار کے گھاٹ اُٹار دیئے گئے اور کچھ دیکھ کر غصے سے بے پروا ہو گئے اور اس مقام پر شاہی خاندان کی بہت سی عورتوں کا خاتمہ ہوا حاجی بیکر اسی جنگ میں غصے سے بے پروا ہو گئے اور انہوں میں گئی بھڑیلوں کے پاس آگئی۔

یہ جنگ شیر شاہ سے ہوئی تھی شیر شاہ نے ان تمام عورتوں کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا جو پڑاؤ میں ملی تھیں اور واقعہ یہ ہے کہ اس نے ان تمام عورتوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا تھا لیکن اس کا حفاظتی دوسرے جس کو اس نے عورتوں کی حفاظت پر مامور کیا تھا دوسرے پہنچا اور بایر کے پہرہ دار نے شیر شاہ کے سپاہیوں نے لوتے بہت بھانٹا کہ وہ سب کٹ گئے اور بہت سی عورتیں بھی اس جنگ میں ماری گئیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں عورتوں اور بچوں کی اتنی جانیں ضائع ہوئیں کہ ہندوستان کی جنگوں میں کبھی عورتوں اور بچوں کی اتنی جانیں ضائع نہیں ہوئی تھیں۔

آخر ہمایوں اس جنگ میں شکست کھا کر بے یار و مددگار بھاگا اور دیراکو بمشکل عبور کر کے اگرہ پہنچا اور گھنٹن بیکر سے مل کر حالات دریافت کئے گھنٹن کی عمر سو قترہ سال کی تھی اور اس کی شادی ہو چکی تھی۔ گھنٹن بیکر کی شادی اسکے چھوٹی کے بیٹے سے ہوئی تھی جس کا نام خضر خواجہ خان ہے یہ چغتائی مغل تھا اور خانہ بدست غلام کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس کے باپ کا نام امین خواجہ تھا اور اس کی ماں حیدر مرزا دو غلات کی چھوٹی بیٹی تھیں۔

گھنٹن بیکر سے اس ملاقات کے بہت تھوڑے دنوں بعد ہمایوں بھر جنگ کے لئے تیار ہو گیا اور شیر شاہ کے مقابل صف آرا ہوا مگر اس جنگ میں ہمایوں کا ساتھ نہیں ملا اس نے سخت ہار ہزار سپاہیوں کو لے کر گارہ سے لاہور کی طرف

رواں ہو گیا اسکے ساتھ اگر وہ سے بہت سی خدمت اور بے پرواہی گار لوگ بھی ہوئے  
وہ گھبران کو بھی اپنے ساتھ لیجانا چاہتا تھا لیکن وہ جانے پر رضامند نہ  
ہوئی اور جب اس نے ہمالیوں کی مرضی نہ پائی تو صاف بھاگ کر دیا گھبران کی عمر کا  
زیادہ حصہ ہمالیوں کے ساتھ گزرا تھا اس نے یہ پسند نہیں کیا کہ اس موقع پر  
وہ ہمالیوں کو چھوڑ دے۔

گھبران کی نہایت ذہین اور سمجھدار لڑکی تھی کہ ماں اس سے اس کو  
اپنی حفاظت میں لینا چاہتا تھا کہ اسکے شوہر کے خاندان سے اسکے خاص تعلقاً  
تھے اور وہ ان لوگوں کو اپنا بھائی سمجھتا تھا۔

اس کے بعد قنوت کے مقام پر شہر شہا اور ہمالیوں کے درمیان سخت جنگ  
ہوئی جس میں چالیس ہزار آدمی ایک ہزار آدمیوں کے مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ  
کھلبے ہوئے تھے اور ایک دوپ یا ندوت نہ پائی تھی یہاں بھی چونسہ کی طرح  
بہت آدمی دیہات میں ڈوب کر مرے اور ایک مولی آدمی نے ہمالیوں کی جان بچائی  
اور آخر یہ شکست خوردہ لوگ اگر کہ طرف چلے گئے۔

جہد کہتا ہے کہ ہم لوگوں نے بھاگنے میں ذرا بھی توقف نہیں کیا منتشر  
ہوا کہ جس شہر ممکن ہوا ہم جاتے اور برابر آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ بہار خان و خیران  
لاہور پہنچ گئے اس کے بعد یہ شکست خوردہ لوگ مسکری کی طرف چلے گئے اور ہمالیوں نے  
انکو دعوت کر دی کہ جس طرح ممکن ہو ان خواتین کو اگر میں جو میں لاہور پہنچا دیا جائے۔  
لاہور میں تیموری خاندان کے تمام لوگ جمع ہو گئے تو آپس میں مشورہ شروع  
ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے پانچ بیٹے مکہ یہ مشورہ جاری رہا اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا  
چاروں بیٹی اس اجتماع میں موجود تھیں کامران جو نوجوان بیٹی میں سے تھا اور دوسرے  
بھائیوں کی بحث و گفتگو سے اس تجویز کا خاتمہ ہو جانا تھا کامران کا فتنہ یہ تھا

کہ روزانہ مقابلہ کرنے والے فاتح شیر شاہ سے اس شرط پر صلح کر لیا کہ لاہور اور  
پنجاب کو تیوریوں کے اقتدار میں چھوڑ دیا جائے اور باقی لگ بھگ وہ اپنا تصرف  
قائم کرے۔

کامرن کی یہ تجویز موقع کے لحاظ سے مناسب تھی اس کا نشتاریہ بھی تھا کہ اگر  
اس تجویز کے مطابق صلح نہ ہو سکے تو پھر وہ کابل کی حکومت پر جسکو بہاولوں نے اس کے  
حوالہ کر دیا تھا اپنا پورا اقتدار قائم کرے اور بہاولوں کو ادب نہ جانے دے کامرن کا خیال  
کہ اگر بہاولوں کابل پہنچ گیا تو پھر وہ وہاں سے دوسری طرف چلے گا نام نہ لیا گیا اور  
حکومت پر قبضہ کر لیا گیا چنانچہ جب بہاولوں نے اپنی سرورٹی حکومت پر نشان جانے کی  
تجویر پیش کی تو حکمران نے محض اس خیال سے کہ کہیں بہاولوں بدخشاں جاتے  
ہوئے کابل ہی میں نہ رگ جائے اور حکومت پر قبضہ نہ کرے اس تجویز کی مخالفت  
کی تو یہ۔

۳۔ اکثر بڑے حکمرانوں نے رواجی کے ضروری انتظامات مکمل کر لئے ہیں  
کہ ان کو یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ شیر شاہ درہائے پیاں کو عبور کر آیا ہے اور بہت ممکن ہے کہ  
وہ جلد سے جلد یہاں ہی پہنچ جائے گھبران بگم لگتی ہو کہ ہمارے لئے یہ دن کسی ظمن  
قیامت کے دن سے کم نہ تھا ہم لوگ اس قدر مضطرب اور بدیشان تھے کہ اپنی سرزمین کی  
کی تشبیہ میں کسی چیز سے نہیں دیکھتی بیان کیا جاتا ہے کہ اُس روز دولا گیا  
آدیوں نے لاہور کو خیر باد کہا اور سامان لیجائے کہ مزدوری اس قدر بڑھ گئی کہ ایک  
ایک کے چار ہار دینے پڑے۔

ان بہانے والوں کی خوش قسمتی تھی کہ دریائے راوی پر پاب تھا یہاں سے  
وہ آسانی کے ساتھ گزر گئے لیکن دریائے چناب میں ان کو کشتیوں کی ضرورت  
پڑی اور کشتیوں کا کوئی معقول انتظام نہ ہو سکا پھر آگے دریائے جہلم تھا جس میں

ہمدی طفیلی بنی تھی۔

اکثر لوگ وہاں چناب کو عبور نہ کر سکے اور راوی اور چناب کے دریا ہی میں رہ گئے آخر جب آگے جا نیے ہادی ہو گئی تو حید مرزا اس خیل سے کہ شاہی فوج آگے نہ بڑھ سکی اور جیسے ہٹ جائے گی کشمیر کی طرف چلا گیا اور ہندال اور یادگار جنوب کی طرف ملتان کو چلے گئے سان لوگوں کے چلے جانیکے بعد ہمایوں کے خیمہ خواہوں نے اسکو مشورہ دیا کہ حکامان کی زندگی کا خاتمہ کر دے تاکہ یہ غار راہ سے دور ہو جائے اور راستہ صاف ہو جائے لیکن ہمایوں نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور صاف انکار کر دیا۔

شاہی خاندان کی خواتین کو کامران کے متعلق جو مشورہ ہمایوں کو دیا گیا تھا اسکا علم ہو گیا تھا جب ہمایوں نے اس سے انکار کر دیا تو خواتین نے برا سکا زبردستی شہر بڑا اور ہمایوں کی شخصیت سب کی نظروں میں محبوب ہو گئی کامران نے اگرچہ غدری کی تھی اور قریب تھا کہ اس غدری کے نتیجہ میں آپس میں خون کے دریا بہا لیں لیکن ہمایوں نے معاملہ کوتاہ نہ کرنے دیا اور خطرات کا موازنہ کھلنے نہ پایا۔

بابا اور ہمایوں کی زندگیوں میں بڑے بڑے موثر مناظر اور خطرناک مواقع پیش آئے ہیں لیکن ان مناظر میں سب سے زیادہ موثر اور خطرناک منظر موقع دہلی جب ہمایوں پنجاب آگے بھاگا ہے وہ لاہور سے ہلم کے مشرق کی طرف روانہ ہوئے اور خوشاب کی اس سڑک پر پڑ لیا جو اس ندی سے ہو کر جاتی ہے جو ٹھک کی بہر سلسلہ کے دامن میں واقع ہے آگے چل کر اس ندی کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں ایک شاخ شمال مغرب میں کابل کی طرف چلی جاتی ہے اور دوسری جنوب مغرب میں سندھ کی طرف۔

ہمایوں اور کامران کے درمیان اس موقع پر جھگڑا ہو گیا کامران چاہتا تھا



کہ وہ چلے درہ کا منہ داخل ہو کر ہالوں کے لئے کابل کا راستہ بند کر دے ہالوں  
 اس پر مصر تھا کہ داہنی جانب آگے بڑھے اس اختلاف کا نتیجہ ہوا کہ دونوں  
 کے لشکروں کے درمیان بہشت بہشت شروع ہو گئی آخر ابوالقاسم نے درمیان میں  
 پڑ کر معاملہ کو منسوخ کر دیا ابوالقاسم شخص ہے جس نے باہر کو ہالوں کی نظر ناک  
 علالت کے زمانہ میں یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنی جان کو سیٹھ پر قربان کر دے ابوالقاسم  
 نے معاملہ کو کس طرح سلجھایا اسکے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک طرف  
 ہالوں کو یہ کہا کہ کامران کا لشکر طاقتور ہے اس سے لڑنا خلاف مصلحت اور دوسری  
 جانب کامران سے یہ کہا کہ ہالوں کو ہر طرح آگے بڑھنے کا حق تو آخر دونوں کو سمجھانے  
 کا نتیجہ یہ نکلا کہ کامران نے راستہ چھوڑ دیا اور ہالوں کو آگے چلے جانے کی اجازت دی  
 ہالوں نے اس موقع سے نکل کر جنوبی راستہ اختیار کیا اور ایک دوڑا ہے پہنچ کر  
 دونوں لشکروں کے سپہ سالاروں اور بہت سے دوسرے دانشمند اشخاص نے  
 دونوں بھائیوں کے درمیان صفائی کر دی کی کوشش شروع کی اور آخر بھائیوں  
 نے معاملات کو طے کر لیا اور کامران کابل کی طرف اور ہالوں سندھ کی جانب چلا گیا۔

## دوسری فصل

جدا و منی کا زمانہ

جب دونوں بھائیوں کے شک ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو بیت ہی  
 اخلاقیات کامران کے ساتھ گئیں جن میں غالباً محمد بن یحیٰ بھی تھے اور بہت سی جوانمرد  
 اسیاتہ محمد بن یحیٰ کی والدہ لڑکی اس وقت ہندیاں کیساتھ ملتان میں تھی ملکہ عظیم  
 کے ساتھ غالباً ہالوں کی بیوی حمیدہ بھی تھی جو ہندوستان کے مشہور شہنشاہ  
 اکبر کی بیوی تھی۔ خاندانہ ہالوں کے ساتھ تھی جیسا کہ اس بیان سے ظاہر ہوتا  
 ہے جو خاندانہ کی عیسیٰ نے کہا ہے وہ کہتی ہے کہ ہالوں نے سندھ سے جو سفارت

قندھار سے نکلتی تھی اس میں خانوادہ بھی خالص تھی دوسرے موضعین کہتے ہیں کہ خانوادہ کامران کے ساتھ تھی اور ہمالیوں کامران کے درمیان جمل کر لینگے لئے کامران سے قندھار گئی تھی۔

ہمالیوں اس جلا وطنی کے زمانہ کو جب سندھ کے ریگستان بہرہ رسا تھا سو خواجہ خٹہ خان کا اس کے ساتھ جو بیک کوئی ذکر تاریخوں میں نہیں ہے بلکہ وہیں لوگوں کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قندھار میں خواجہ خٹہ عسکری کیساتھ قندھار میں تھا۔ ہمالیوں پانچ سال تک ہندوستان ہی باہر جلا وطنی کی مصیبت برداشت کرتا رہا قندھار میں جب وہ کابل آیا اور گلبدن بیک سے ملا تو گلبدن بیک اس منظر سے بہت متاثر ہوئی اس موقع پر وہ کہتی ہے کہ پانچ سال کی مفارقت کا یہ زمانہ نہایت پریشانی اور تکلیف میں بسر ہوا مفارقت کے اس زمانہ کا آغاز پہلے سے ہوا تھا جہاں سے خواتین کے قافلہ جدا ہوئے تھے وہ کامران کے ساتھ کابل چلی گئی اور خدا کا شکر ہے کہ وہ ہمالیوں کے ساتھ نہ گئی لیکن ہمالیوں کی جلدی اس عرصہ میں اس پر بہت شاق گذری۔

سندھ میں ہمالیوں اور اس کے ساتھیوں پر جو کچھ گذرنا تھا گلبدن بیک اس سے ابھی طرہ واقف تھی۔ ملتان میں جو واقعات رونما ہوئے تھے ان سے بھی وہ آگاہ تھی اس عرصہ میں وہ اپنی ماں اور حمیدہ بیک سے بھی مل چکی تھی۔

ہمالیوں نے قندھار میں کابل پر قبضہ کر لیا تھا اور پورے پانچ سال کے بعد اس کو کابل پر اقتدار حاصل ہوا لیکن واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ گلبدن بیک چہرے ہمالیوں کے پاس نہ رہی اور کامران ہی کیساتھ اس کے رہنا پسند کیا۔

گلبدن بیک نے ہمالیوں کی جلا وطنی اور سندھ و فارس میں ایام بے بسی کے واقعات کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔ گلبدن بیک نے بعض واقعات زیادہ

سیان کے سر لیکن ان تمام واقعات کا ماحضاً سے حمیدہ باجویم کو وار دیا ہر چنانچہ وہ کثرت سواق پر حمیدہ باجویم کا حوالہ دیتی اور اس سے واقعات کی روایت کرتی ہے۔

کام میں گھبراہٹ بیکم نے اپنی سہیلیوں اور قیدیوں کی عورتوں سے زیادہ تعلقات نہیں رکھے تھے وہ عموماً خانہ داری کے کاموں میں مشغول رہتے تھے ہتھی اور اپنے بچوں کی دیکھ بھال میں زیادہ وقت گزرتی تھی وہ اپنے صرف ایک بچہ سعادت یلدا کا ذکر کرتی ہیں کہ تو ان سے بڑا ہوتا تھا کہ اس زمانہ میں اس کے گئی بچے ہوں گے ممکن ہے کہ خواجہ خضہ کے اور بچے بھی اس کے ہمراہ ہوں لیکن اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

کامران نے شاہی خواتین کی ساتھ بہت سلوک نہیں کیا تھا اور بعض کو اس کے گھر وں نکال دیا تھا اور ان کی خواتین میں بھی کم کر دی تھیں لیکن گھبراہٹ بیکم کے ساتھ اسے کوئی ناروا سلوک نہیں کیا۔ اس وقت میں گھبراہٹ بیکم ہندو کے پاس چلی گئی جس کو کامران نے قندھار پر شکست سے کر گرفتار کر لیا تھا اور اس کی ماں اور اس کو کابل سے آیا تھا یہ زمانہ اس کی اپنی ماں کے گھر میں بسر کیا اور گھبراہٹ بیکم بھی اس کے پاس رہی۔

ہمالیوں جب ہندوستان سے باہر نکلا ہوا اس وقت اس کی نقل و حرکت کا علم تمام مقامات پر ہو گیا تھا اور سندھ سے کابل تک ہر شخص اس سے واقف تھا اس لیے ہمالیوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا ہمالیوں سندھ سے آگے بڑھا اور شاہ حسین ارغون کے ملک میں گھس گیا لیکن ارغون نے خاندانی مصالحت کی بنا پر ہمالیوں کو کچھ نہ کہا اور نہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کی یہاں تک کہ غمخوار تک ہمالیوں اس علاقہ پر قابض رہا۔

ہمالیوں اور ارغون خاندان کے لوگوں کے درمیان سخت نفرت پائی باقی قبیلی ممکن ہے کہ اس نفرت کا سبب یہ ہو کہ ہمالیوں نے ان کو کابل اور قندھار سے نکال دیا تھا اور اس نفرت کا سبب بھی ہو سکتا ہے کہ کابل و قندھار سے بے دخل کر دینے کے

بعد ہمالیوں نے ایک ارغون لڑکی سے جو ستم مز لڑکی تھی اسے کوکہ بجائی قائم  
کی شادی کر دی تھی ہمالیوں کی یہ جزا ت معمولی جزا ت تھی ارغون اسکی ناقابل معافی  
جرم جہاں کر سکتے تھے اور اس کی حرکت ان کی آنکھوں میں کھٹک رہی تھی یہ لڑکی  
جسے ہمالیوں نے اپنے کوکہ بجائی کی شادی کی تھی مال غنیمت میں آئی تھی اور لڑکی اور  
اسکے خاندان کی مرضی کے خلاف اس نے زبردستی یہ شادی کی تھی۔

اس عورت کی نا ارضی کے واقعہ کو مسٹر اسکن نے نہایت دلچسپ طریقہ  
پر لکھا ہوا اسکا بیان ہے کہ جب قائم کوکہ مر گیا تو ماہ چوچک رختا ستم کی بیوی یا وہ لڑکی  
جسے ہمالیوں نے زبردستی قائم کا صحاح بڑا دیا تھا اپنے چھوچیرے بجائی شاہ  
حسین کے پاس پہلی گئی اور اس سے شادی کر لی ماہ چوچک شاہ حسین کے پاس ہی رہی  
جب تک ہمالیوں سندھ میں رہا۔

ہمالیوں سے شاہ حسین ارغون کی ناجاتی صل میں بہت عرصہ سے پہلے  
آئی تھی جسکا صل سبب یہ تھا کہ شاہ حسین کی پہلی بیوی سے ہمالیوں نے نکاح  
کر لیا تھا شاہ حسین کی یہ بیوی غلامشکر لڑکی گلبرگ تھی جس سے اُس نے ۲۲ بچے  
میں شادی کی تھی خاندانی پیچیدگیوں کے اسی سلسلہ میں یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے  
کہ ماہ چوچک کے بطن اور میر قاسم کے مذہب ایک لڑکی ناپید پیدا ہوئی تھی جو اس وقت شاہ  
حسین کے پاس تھی خلیفہ کے لڑکے محب علی نے اُس سے شادی کر لی تھی۔

شاہ حسین کی پہلی بیوی سے ہمالیوں کے نکاح کر لیے مکہ واقعہ جو انہوں نے  
اس طرح بیان کیا ہے کہ حسین اور گلبرگ شادی کے بعد کچا پہنچ گئے لیکن بہت ہی تھوڑے  
دنوں میں ایک کو دوسرے سے نفرت ہو گئی گلبرگ نے اُس کے پاس زیادہ قیام  
ناساز نہیں سمجھا اور دو سال کے بعد اُس سے علیحدگی اختیار کر لی اور ہمالیوں کے  
ساتھ بقول اسکے ہندوستان میں پہلی آئی مورخوں کے درمیان اس امر میں اختلاف

ہے کہ گلبہرگ کب ہمالیوں کے حرم میں داخل ہوئی بعض کا بیان تو یہ ہے کہ ۱۳۵۰ء  
 میں اس نے ہمالیوں نے شادی کی تھی جبکہ وہم جو نسبہ قابض ہوا تھا لیکن اکثر مؤرخین  
 کا اس پر اتفاق ہے کہ ۱۳۵۰ء میں گلبہرگ ہمالیوں کے حرم میں داخل ہوئی تھی گلبہرگ کی عمر بھی  
 بھی کتنی پہنچاؤس کے بیان کے مطابق گلبہرگ اس وقت ہمالیوں کے حرم میں داخل  
 ہوئی تھی جبکہ اس کی تخت نشینی تو تھوڑی ہی زمانہ گذر چکا۔ گلبہرگ اس وقت سے براہ ہمالیوں کے  
 ساتھ رہی یہاں تک کہ ۱۳۵۰ء میں بھی اور اس کے بعد بھی وہ ہمالیوں کے ساتھ رہی  
 اور فارس میں بھی اس زمانہ میں سلطان محمد بن اس کے ساتھ تھی جو کتب کے اس میں بیان ہے۔

### تیسری فصل

ہمالیوں پھر میدان جنگ میں

۱۳۵۰ء میں کابل کے اندر یہ خبریں وصول ہوئیں کہ ہمالیوں فارس سے  
 وہیں آ رہے اور کافی لشکر اس کے ساتھ ہے جس خبر کو پھیلانے پر یہ ہونا چاہیے کہ ہمالیوں  
 کے لوگ کب کو خانزادہ کی نگرانی میں کابل لایا جائے اور اس کی سہولت میں ویدہا  
 جائے۔

ہمالیوں کا بیٹا اکبر حمیدہ بالو بگیم کے لجن سے تھا جو ہمالیوں کی جلا وطنی کے زمانہ  
 میں سپن چھپا ہندال کی نگرانی میں رہتا تھا اکبر باپ کی جلا وطنی ہی کے ایام میں پیدا  
 ہوا جبکہ اس کی ماں ہندال کی بیوی تھی۔

غرض اکبر کو چند بار سے کابل لایا گیا یہ سفر موہم گرامین بخشی بالوں کی سمیت ہوا  
 کیا گیا تھا بخشی بالوں نے اکبر کے ننھے ننھے ہاتھ اور پاؤں جو مسھے تھے اور اگر ننھی  
 اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا تھا۔

وہ سلطان محمد کب ہمالیوں کے ساتھ ہونا اس امر کا ثبوت ہے کہ اس وقت غلیظہ کا انتقال ہو چکا ہوگا  
 یہ وہی غلیظہ تھی ایک لیل ہو کہ سلطان محمد نے کچھ اور لوگ کو ساتھ لیا لیکن شاہی باغ میں کی نہ ہو

بخشی بلوکی پہلی شاہی شیبانی کیساتھ ہوئی تھی اور یہ شادی بہادر کو قید یا موت سے نجات دلانے کیلئے لگائی تھی پھر اسکی طلاق بھی اس صورت سے عمل میں آئی کہ اس کے منوہ اور سبایوں بہت بہت ہو گئی تھی اور بخشی بانو بایک طرف دینی تینیس سال کی عمر میں شہداء میں بخشی بانو بایک کی حفاظت میں رہ گئی۔

اس زمانہ میں جبکہ وہ کھر کو بکوانی سے اسکی شکل و شبہات بہت کچھ تبدیل ہو چکی تھی اور چہرہ کا رنگ اُتر گیا تھا آئینہ اسکی عمر زیادہ ہو چکی تھی پھر اسکو اپنے اکلوتے بیٹے کا غم بھی تھا جو اس سے ہمیشہ کیلئے ہلکا ہوا چکا تھا اسکی کافی دیکھتی رہتی تھی اور اس کے آرام و آسائش کا پورا پورا انتظام ہوتا تھا مگر یہ تو بھگت بخت کی بنارس نہیں تھی بلکہ اس کا سبب وہی تھا جو مذکورہ جیل یعنی بابر کی مدد اس نے سلطان کو دو سال کی عمر سے پرورش کیا تھا اور ہندال کی بیوی بنانے کے لئے اسکی تربیت کی تھی۔

۲۱ مارچ ۱۵۵۷ء کو ہمایوں نے قندھار کو محاصرہ میں لے لیا انہیں ایام میں اس نے اپنا ایک سفیر کابل روانہ کیا جس کا اس خیال سے خاص طور پر استقبال کیا گیا کہ اس سے وہ واقعات معلوم ہونگے جو کوئٹہ چھوڑنے کے بعد وقوع میں آئے ہیں اس شخص کا نام بیرم خان تھا بیرم خان نے کابل پہنچ کر کھر کو دیکھا اور دوسرے اُن شہزادوں کو بھی اس نے وہاں دیکھا جو کمران کی محروانی میں تھے یہ شاہزادے ہندال - بادگار - نصیر وغیرہ تھے۔

بیرم خان چھ ہفتہ تک کابل میں مقیم رہا اور کمران کو اپنے آئینہ نظر عمل کی نسبت کافی غور و خوض کر لینے کا موقعہ دیا بیرم خان کا خیال تھا کہ ہمایوں کافی طاقتور ہے۔

بیرم خان کابل سے خانزادہ کو لیکر روانہ ہوا خانزادہ کو ساتھ لے جانے سے

اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ ہمایوں کے غصہ کو فرو کرے اور عسکری کے لئے راستہ کو ہموار کرے جس کے ہمایوں کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

یہ جماعت قندہار پہنچ گئی محاصرہ ہماری تھا اور ہمایوں کو کئی نقصان پہنچ چکا تھا بہت سے اہلکار سائبہ چھوڑ کر چلے گئے تھے آخر تیسری ستمبر ۱۵۵۵ء کو قندہار پر تصرف حاصل کر لیا گیا عسکری اور اہلکار اہلکاروں کے ہوتے آئے اور ہمایوں نے معافی طلب کی ان لوگوں میں سے چند آصو کے ہاتھوں میں لپٹے ہوئے کاغذ تھے عسکری کو معافی دیدی گئی اور تمام رات جشن مسرت و عسکری عیش و مسرت میں محو و بختو تھا کسی نے اس کے ہاتھ سے وہ کاغذات نہیں چنکے وہ لئے ہوئے تھا گلبدن بیگم کا بیان ہے کہ وہ خطوط تھے جو عسکری کے کوئٹہ کے بلوچی سرداروں کو لکھے تھے اور جن میں یہ تحریر تھا کہ ہمایوں جب کوئٹہ سے روانہ ہوں اس کو فوراً گرفتار کرو۔

اس زمانہ میں کامران کا بل کے اندر تنہا رہ گیا تھا جب اس نے سنا کہ قندہار پر ہمایوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ خاندانہ وفات پا گئی ہے اور شاہی متعلقین میں سے بعض لوگ بھاگ گئے ہیں تو وہ پریشان اور غمگین ہو گیا اس نے ہمایوں کو خوش کرنے کے لئے کامران سے نوہیں بھی روانہ کیں لیکن ہمایوں کو اس وقت فوجوں کی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ جنگ ختم ہو چکی تھی۔

آخر کامران نے اپنے آپ کو بے بس پا کر بھاگ جانا مناسب خیال کیا اور غزنی کے راستہ سے سندھ کو بھاگ گیا اب جدائی اور مصائب کی گھڑیاں ختم ہو رہی تھیں اور رشتہ دار و اعزہ واپس آکر ایک دوسرے سے مل رہے تھے گلبدن بیگم بھی پانچ سال کے بعد نومبر ۱۵۵۵ء میں اپنے بھائی ہمایوں سے ملی۔

اس وقت کامران میں امن و سکون تھا اور لوگ خوشی اور راحت کے ساتھ

زندگی بسر کر رہے تھے سمیٹا کر کیم اکبر کی لڑجھا بلکہ ایک اور بچہ کی ماں بن گئی تھی  
موتم بہا میں سپاہیوں کے ایک دستے کے ساتھ روانہ ہوئی اکبر اب اسی کی نگرانی  
میں تھا۔

بچہ پاؤں کے پاس یہ تمام لوگ پہنچ گئے بچہ پاؤں نے یہ دیکھتے کھینچ لیا کیم  
بچہ پاؤں کی ماں نے ایک سال دو ماہ کی عمر میں کو بیٹھ چھوڑ دیا تھا اپنی ماں کو پہنچا  
تے یا نہیں کیم کو اسی ماں کے پاس لے گیا یہ ایک کدہ میں بیٹھی تھی اور دوسری  
خواتین بھی وہاں موجود تھیں بچہ پاؤں نے کیم کو ایک مسند پر بٹھار دیا بچہ نے ماں کو پہنچا  
لیا اور اسی کو وہاں جانے کے لئے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے۔

ابو الفضل نے اس شناخت کے واقعہ کو اکبر کی ذہانت سے تعجب کیا ہے  
لیکن وہ لوگ جنگی آنکھیں اکبر کے عہد کی عیش و عشرت کی روشنی سے بالکل گھل  
کھنچے ہوئے نہیں ہیں یہ کہتے ہیں کہ محبت اور شناخت کا یہ جذبہ جس کا ظہور اُس وقت  
اکبر سے ہوا صرف اکبر کی حد تک نہ ہوتا تھا بلکہ اس میں مائیں شفیقت و محبت  
اور وہ سکھات بھی تھی جہاں کے ہونٹوں پر قہمی اکبر نے ماں کی شفیقت بھری آنکھوں کو دیکھا  
سکھات نے قلب میں محبت کا جذبہ پیدا کیا اور ماں کی طرف اُسے ہاتھ پھیلاؤ  
اور اسی کو وہاں چلا گیا۔

موتم بہا میں بچہ پاؤں ہر عشاں کو اپنے قبضہ میں لانے کے لئے لشکر لیکر  
روانہ ہو جاتے تھے گورنر کو اس حکم پر جاکہ وہ بلا کار نامہ کا گلا گھونٹ کر مار دے اس  
زمانہ میں کابل کا حاکم محمد علی تھا اور بلا کار نامہ صاف موت میں شریک رہا تھا اور اُس کے  
لئے موت کی سزا تجویز کی جا چکی تھی خواجہ محمد علی نے اس امر کو پسند نہیں کیا اور  
گورنری سے استعفا دیا اور جوہر استعفا میں اُسے لکھا تھا کہ میں کیونکر یا کنگا نامہ کو  
موت کے گھاٹ اتار سکتا ہوں جبکہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی ایک چہرہ بھی نہیں



ماری ہے۔ خواجہ محمد علی جوہاویں کو چاہتا تھا اب اسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نہایت نرم  
طبعیت کا شخص تھا اور گوری کے نصیب کے لئے مناسب نہ تھا آنکھوں کا نام کہیں  
ایک نام سے لکھا کہ کو تلاش کیا گیا اور اس نے ہاؤس کا نام کی صحبت بھری زندگی کا  
خاتمہ کر دیا۔

ہر کشاکش کی ہمہ میں ہمایوں نے احتیاطاً عسکری کوئی اپنے ساتھ لے لیا تھا  
خواتین میں ماہ جو چھک بی بی فاطمہ قلی امی اور سہیل کی مدد تھیں متاع الخدم کے قریب ہنجر  
ہمایوں سخت بیمار ہوا اور چار دن تک بے ہوش اور بے حرکت بستہ رہا اور اس کے بستر  
کے گرد ایسی تھلداو غورتیں تھیں جو فن تعمیر داری میں کہاں کہتی تھیں ہمایوں انہیں  
بند کئے ہوئے خاموش رہا تھا کہ ایک روز ماہ جو چھک کے منہ میں انار کا پانی پکایا  
اور فوراً اس سے تھک گئیں کہ وہیں چند منہ میں ہمایوں بچھا ہو گیا لیکن اگلے ہی روز  
اکی نو ت خاص اور حکومت کو سخت نقصان پہنچا اور بہت کام خراب ہو گئے۔  
ہمایوں کی علالت کی خبر سن کر بھی تو کامران اپنے خرمین حسین کی اعانت  
سے فوراً اپنی جمعی کو علی حاشہ پہنسلے برنیا ہو گیا اور لشکر لیکر کابل پہنچا ہوا اور اس وقت  
پر قبضہ کر لیا۔

یہ زمانہ سردی کے چاند کا زمانہ تھا اور پہاڑی دروں میں سخت سردی تھی ہمایوں  
کے سپاہی اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے خیال سے پیچھے ہٹ رہے تھے انکو  
کابل سے یہ اطلاع مل رہی تھی کہ شہر کابل کو پھر فتح کر لیا جائیگا ان خرو کو  
سنگر سپاہی بھی بھیج دیئے گئے تھے لیکن ان لوگوں کی کابل میں خوب  
اوجھلک ہوئی اور ان کے ساتھ بہتوں سلوک کیا گیا اور اسی کے وہ آہ و منہ  
یہ کہنا غالباً ہمایوں کی وفات کو پیشہ لگانا ہے کہ ان لوگوں نے ہمایوں کا ساتھ  
اسے چھوڑ دیا تھا کہ وہیں نے غدری کی تھی ہمایوں اس قسم کا الزام کوئی نہیں لگا

سکتا اگر ان لوگوں کو کابل میں اپنے اہل و عیال کو بچانا تھا تو یہ امر کامران کی معمولی سی طاقت سے بھی حاصل ہو سکتا تھا واقعہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں اندلی اور وفا داری کا یہی تھا اور امکان یہ اس دعوے کو پیش نظر رکھنا تھا۔

کابل کی کامران کا قبضہ حقیقت میں کابل کے اُس گورنر کی کمزوری پر مبنی تھا جو ہمارے اُس طرف سے مامور تمام عمل میں قابل تھا کہ کابل میں کسی مرکزی جگہ کا انکو جاکم بنایا جاتا ہے اس میں اتنی ہی صلاحیت نہ تھی کہ وہ غیر مسلح آبادی کی حفاظت کر سکتا۔

کامران کابل کی طرف بغاوت کرتا ہوا غزنی سے گزرتا تھا جہاں کا گورنر زبد بیگ تھا یہ وہ شخص ہے کہ جب شہر میں اُسکو بنگال کا حکم مقرر کیا گیا تھا تو اُسے ہمارے ہاں پہنچا گیا تھا کہ اُس کو یہ سارے کیلئے کوئی دوسری جگہ نہیں ملتی تھی ہمارے جواب کا انتظار کئے بغیر نے بنگال کو چھوڑ دیا تھا اور ہندال کیساتھ اپنے ترک ہو کر اُنکی بغاوت میں اُس کا مددگار بن گیا تھا کامران نے اُس کے سوال کا معقول جواب دیا بلکہ اُن کے ہاتھ پر اُنکی آرزو پوری کی یعنی اُسکو مانڈلا اور سید ہا کابل کی طرف روانہ ہو گیا۔

گلبدن کہتی ہے کہ کامران صبح کیوقت کابل پہنچا جبکہ کابل کی سپاہی حفاظت وہ کیدی کے مقامات کو چھوڑ کر ادھر ادھر چلے گئے تھے اور گھسیاروں اور ستونگی آمدورفت سب معمولی جاری تھی کامران غلام لوگوں کیساتھ شہر کے اندر داخل ہو گیا۔ رخصل گورنر اسوقت مقام میں تھا اُسکو پرے دھنسنے کا موقع بھی نہیں مل گیا اور فوراً اُسکو کامران کے حضور میں لایا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

کامران نے کابل میں داخل ہو کر جو مظالم کئے تھے اور یکنہ لوگوں کو قتل کیا تھا اُنکی فہرست دیکھ کر دل لرز جاتا ہے مختصر یہ ہے کہ کامران کا محاصرہ اور قبضہ حتمی

حرکات اور افعال سے بھرا ہوا ہے۔

ہمالوں کو صحت کے بعد جب کامل ہر کامران کے قبضہ کی خبر ملی تو وہ غضبناک ہو گیا اور جس قدر جلد ممکن ہو سکا اُسے دشمنان گذارہ کو غور کر کے کامل کو حملہ میں لے لیا کامران نے آخر ہمالوں کی طاقت کو محسوس کیا اور جب اُسکو اس امر کا یقین ہو گیا کہ کامل اب اُسکے قبضہ میں نہیں رہ سکتا ہے تو وہ شہر چناہ کی ایک کھڑکی سے نکل بھاگا اور خند قول میں ہفتا ہا ہزاروں میں چلا گیا۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ کامران کو بھاگ جانے میں ہندال نے مدد دی تھی بعض دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ بھاگ جانے کے بعد کوکہ محمد خان نے اُسکو گرفتار کر لیا تھا اور سوت کامران تنہا اور استغیاب یاد و مددگار تھا کہ صرف ایک شخص اُسکو بچ کر کھینچ لایا تھا کامران نے محمد خان کو انوث شیر خورہ کی گوا سطرہ دلایا اور اس سے نجات حاصل کر لی اور پھر اپنے یگیوں اور موروثی دشمنوں نے جاملے۔

کامل ہمدوبارہ قبضہ کے بعد ششہ میں ہمالیوں نے بدخشاں پر حملہ کیا جبکہ کی جنگ کے سلسلہ نے بہت فاقی معاملات کو روانہ کر رکھا تھا دیبا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بدخشاں کی جنگ ایک گوارہ تھی جس سے واقعات کا بہت سی جھٹکے جاری ہو گئے تھے۔

کامران نے اس شکست کے بعد کہ غلطی جانے کا ارادہ کر لیا ہمالیوں نے کامران اور ان تمام لوگوں کو کہ حکمہ جانکی اجازت دیدی جبکہ دارالسلطنت میں قیام مناسب نہ تھا کامران کا مکہ منظر جانے کا ارادہ کسی نہیک خیال پر مبنی نہ تھا اور نہ وہ دسے سفر کا خواہشمند تھا جب اُسکے یقین نہ کرنے والے کاتوں نے یہ سنا کہ ہمالیوں نے فتح کے بعد باغی امر اسے رحم دلی کا برتاؤ کیا ہے تو اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور ہمالیوں کی خدمت میں حاضر ہو کر مدد کی درخواست کا کر دیا۔

ہمایوں کی جسمانی ناقابلِ حین حقیقت تھی اگر اس کی طبیعت کا غلط نہ ہو  
واقعی و عارضہ بلکہ وہی کہ معمول تھا اور نہایت وفادار جب کامران نے اُس سے  
معافی کی درخواست کی تو ہمایوں نے مکر یا کُاس کا استقبال کیا جیسے چنانچہ  
کھمران کا استقبال کیا گیا اور ہمایوں کے سامنے لایا گیا ہمایوں اُسکو دیکھ کر رو دیا  
اوجھ سے لگا کر اُسکے جرم کو معاف فرما دیا۔

موجودین کا بیان ہے کہ جب کھمران ہمایوں کی خدمت میں حاضر ہوا ہے  
اُسوقت ہمایوں و بارہمہ میں شامیہ نے کچھ پیٹھا ہوا تھا منعم خان کھمران  
براہِ کھمران کا کمران نے اُسکی کمرے چوہ کا چاہا یک کمال لیا اور اپنی گردن میں  
اُسکو لپیٹ کر ایک مجرم کی طرح ہمایوں کے سامنے حاضر ہوا ہمایوں نے کامران  
کو اس حال میں دیکھ کر کہا: افسوس..... افسوس..... تم کو اس طرح مجرم  
کی طرح میرے سامنے آنی کی ضرورت نہیں ہے تم اپنی گردن سے چاہا کو  
بھل نہالو اور پینک ہو و کامران نے تین مرتبہ دربار کی رسم کے مطابق جبکہ  
سلام کیا فوراً ہمایوں نے اُسکو گے سے لگالیا اور بیٹھے کا حکم دیا کامران نے  
اوجھ کے ساتھ اپنی گذشتہ حرکات کی معافی چاہی اور اٹھا افسوس کیا ہمایوں  
نے کہا: گئی گذری بات کو بھلائیال چھوڑ دو اب تک تو تم تم رہے تھے آؤ اب  
ہمایوں کی طرف بغل گیر ہوں۔ یہ کہہ کر ہمایوں کھڑا ہو گیا اور کامران کو سینے سے  
لگالیا دونوں ایک دوسرے سے محبت کیسا تہہ اور اسقدر دلوں پر رقت  
طاری ہوئی کہ چھوٹ چھوٹ کر رونے لگے اس منظر سے حاضرین بھی متاثر تھے  
اور اکثر کی آنکھوں نے آنسو جاری تھے۔

اُسکے بعد ہمایوں اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھیں پہلو میں کامران کو  
جگہ دی جو انہماقی اعزاز کی جگہ تھی اور محبت کے پُر اثر لہجہ میں اپنی بھائی کی کہی

کامران کو مخاطب کر کے کہا: میرے قریب بیٹھو: پھر شہرت کا ایک گلاس شعلہ  
جس میں نصف گلاس شہرت ہالوں نے پی لیا اور بقی کامران کو دیدیا۔

اس تقریب میں بدہمت مزاج جن ہوا جس میں چاروں بھائیوں نے شرکت  
کی تھی چوتھا بھائی سلیمان غصہ والا نے بعد ہالوں نے ملا تھا چاروں بھائی ایک  
سکلف فرش پر بیٹھے اور ایک ساتھ کہنا کہ ایک مورخ کے الفاظ میں کہ ایک  
دستر خوان بد بیٹھ کر چاروں بھائیوں نے باہم ٹھک خواری کی یہ دعوت عام جشن کی  
صورت میں دو دن تک جاری رہی۔

کامران جب ہالوں کے پاس آیا تھا اس وقت مجلس اور گہرا رست میں اپنے  
خیموں کو سرٹک ہی بد چھوڑ رہا تھا ہالوں نے حکم دیا کہ کامران کے خیموں کو وہاں سے  
لا کر شاہی خیموں کے قریب لگایا جائے پھر عسکری کی خواہش سے اس کو بھی کامران  
کے پاس رہنے کی اجازت دیدی۔

گلاب دین یکم لکھتی ہے: وہیوں بھائیوں کے پُران محبت آنسوؤں اور  
معافوں نے وہ تمام ممالک واپس دلا دیے جو باختر نے محل گئے تھے اور  
آٹھری عطا کر دی ہالوں نے کامران کو لاپ کا علاقہ جاگیر میں عطا کر دیا لیکن  
مزارے اس کو پسند نہ کیا اور جو شخص جاگیر کا پروانہ لیکر حاضر ہوا تھا اس سے  
کہا: کیا میں کاہن اور بد نشان کیا یا شاہ نہیں تھا لاپ تو بد نشان کا ایک  
معمولی سا ضلع ہے یہاں کیونکر یہ اگلا رہا ہو گا: الہی نے دل میں کہا میں نے  
کامران کو دانش مندان سنا تھا: پھر الہی نے عرض کیا: حضور غفمت  
ہے کچھ مل لو گیا:

اس موقع پہ ہالوں نے عسکری کو بھی جاگیر عطا کی اور دونوں بھائیوں کو  
ایک دوسرے کا ہمسایہ بنا کر ہالین شعلہ میں کاہن کو واپس چلا آیا۔

ہالیوں نے ۱۵۴۹ء میں اذریکون اور ملک کے خلاف ایک نقشہ جنگ  
ترتیب ملے جنگ چونکہ مذہبی رنگ کی تھی اسلئے بہت جلد اس کا انتظام ہو گیا  
اور شاہی لشکر نے اس میں کافی جوش سے کام لیا۔

جنگ بلخ کے آغاز کا واقعہ نہایت دلچسپ اور صمیم کا بیان ہے کہ موسم بہار  
کا انتظار کیا جا رہا تھا اور اس کے انتظار میں لوگوں کی آمد رُک رہی تھی آخر وقت  
آگیا ہمارے جنگل اور باغات کی کایا پلٹ دی بہار کی شادابی و رونق کی نے  
خواتین کے دلوں میں بھی یہی کیفیت کا جذبہ پیدا کیا اور انہوں نے چلاوے  
خواہش ظاہر کی کہ کوہستان میں رہنا کچھ کامیاب رہے انکو بھی سیر و تفریح  
کی اجازت دیجئے خواتین نے یہ خواہش گویا اس امر کا اشارہ تھا کہ اب لشکر شاہی  
کو آگے بڑھنے کا موقع دیا جائے اور کوہستان پہنچ کر جہاں روئے پیدا ہو تا ہے  
روں کے واقعہ سے کام و دہن کی دعوت کیجائے۔

مکملتِ حکم نے خواتین کی سیر و تفریح اور اس سہل کے کہانے کا واقعہ  
نہایت دلچسپ طریقہ پر لکھا ہے جس سے دربار کے خاکی تعلقات پر غلبہ  
روشنی پڑتی ہے۔

ہالیوں نے کوہستان پہنچ کر خواتین کو سیر و تفریح کی اجازت دیدی  
اور وہ روانہ کہانے اور مناظر سے لطف اٹھانے میں مستغرق ہوئیں کہ  
خرزا کے آبشار کے قریب تک پہنچ گئیں اور پھر واپس چلی آئیں۔

عمہ روان ایک کہشہ شمس درخت کی چیل ہی کوہستان میں پیدا ہوا ہے بعض کہتے ہیں کہ  
یہ ہوئے رنگ کا چیل ہے اور بعض سکور یونہی کی مانند بتاتے ہیں یہ اسی طرح کہلا  
جاتا ہے اس لئے ہندوستان میں جنگی بیر کہائے جاتے ہیں اور جنگوں میں جہاں اس  
فلاح سے سیر و تفریح کیا جاتا ہے۔

بلجہ حملہ کیلئے لشکر شاہی کی رفاگی جو وقت ہوئی تھی اسکو منحوس خیال  
 کیا جاتا اور وہ واقعی منحوس تھا کاهران نے اس جنگ میں شرکت نہیں کی اور  
 وعدہ اس نے ہمایوں سے کیا تھا اس کو توڑ دیا پھر گل چہرہ کا دوسرا خاوند بھی جو  
 ایک انڈیک شہزادہ تھا کسی مخالفت کے سبب شاہی لشکر سے بھاگ گیا نتیجہ  
 ہوگا دشمن کے سامنے آنے سے پہلے شاہی لشکر میں انتشار پیدا ہو گیا اور  
 بہت سے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔

اوپر کاهران کاہل کی تابانی پر غم و غم کرنے میں مصروف تھا اور اودھ شاہی  
 لشکر کے بہت سے آدمی واپس چلا گئے صرف ہمایوں کی تنہا ذات رہ گئی تھی  
 اس حالت میں اذکر لون نے ہمایوں کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور بہت لوگوں کو  
 جو یہاں جنگ سے بھاگ رہے تھے پکڑ لیا اور اس معرکہ میں ہمایوں کا  
 گھوڑا بھی زخمی ہوا اور اسکو ناکام ہو کر واپس آنا پڑا وہ جب کامل ہنچا ہے تو کاهران  
 وہاں موجود نہ تھا۔

مشافہ میں جو واقعات پیش آئے ان کا ذکر ہم کے الفاظ میں مناسب  
 وہ کہتا ہے کہ مہاراجا کاهران بڑے ادا سے اور فساد کی نیت سے اطراف ملک میں  
 بہرہ بانٹ کر شقوق قیامتیں اس سے ہمایوں کی مدد بھی ہو گئی دولتوں میں مقابلہ ہوا  
 اور آخر کاهران نے ہمایوں کے ساتھیوں کو منتشر کر دیا۔

کاهران اور ہمایوں کی اس جنگ میں بہت آدمی مارے گئے کاهران کی  
 بیویاں اور لڑکیاں جنگ کے منظر کو ایک بلند مقام سے دیکھ رہی تھیں اور فتح و شکست  
 کا منظر ان کے عجیبوں کے سامنے تھا بلکہ بیان ہے کہ اس وقت کاهران کے  
 حرم کی خواتین اپنے سروں پر گڑیاں باندھ رہی تھیں کہ دیکھ کر بیویاں نہ ہوں  
 گم ہوا سے محفوظ رہنے کیلئے ہانڈلی ہوں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خواتین

بہل کیوں موجود نہیں اسکا جواب غالباً وہ تاریخی واقعہ دیکھا جسکا ذکر لوزک  
 باری میں پایا جاتا ہے اور جو سلطان حسین بائے قلی کی بیوی سے تعلق رکھتا ہو  
 اور وہ واقعہ یہ ہے کہ شہر النور سلطان ابوسعید مرزائی لوگ اس جنگ میں جو سلطان  
 حسین اور شہر النور کے ہائی محمود مرزائی کے درمیان ہوئی تھی اپنے شوہر سلطان  
 حسین کی دوسری بیویوں کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھے حسین کی دوسری  
 بیویوں کی خدمت اس نے بھی سرور دستار باندہ کی تھی اور کہوڑے بہرہ سواتی اسلئے  
 کہ اگر ضرورت ہو تو فوراً بھاگ سکیں لیکن جب شہر النور نے دیکھا کہ اس کے بھائی کو فتح  
 اور شوہر کو شکست ہوئی ہے تو وہ ایک میاں میں سوار ہو گئی اور آرام پے اسی میں  
 بیٹھی رہی جنگ ابھی جاری تھی اور تیزی بہ معاملہ فریب تھا کہ سلطان حسین بانی لوزک کو میاں  
 میں آرام دسکون کے ساتھ بیٹھے دیکھ کر ہل گیا وہ سکی غیر رو دار اندر روش کو  
 دیکھ کر اسقدر سخت شہہ ہو گیا کہ فوراً اس کو طلاق دیدی۔

غالباً کامران کے حرم کی خاتون بھی جنگ کے منظر کو اسی نقطہ نظر سے  
 دیکھ رہی ہوگی تاکہ قسمت میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کے مقابلہ کیلئے تیار رہیں۔  
 اس جنگ میں ہلالیوں بھی بہت زخمی ہوا اور غیر متوقع طور پر بہت زیادہ  
 زخمی ہوا منظر خواجہ اس جنگ میں ہلالیوں کے ساتھ تھا وہ اور میر سید ہیر کہ ترمذی نے  
 ایک دو گانے میں لکھا ہے کہ ہلالیوں کو بڑا پایا اور کہہ نہ کہ ہلالیوں زخمیوں نے چور تھا اور اس میں  
 خود کہوڑے بہرہ سواتی کی قوت نہ تھی۔

مختصر یہ کہ خضر خواجہ اور میر سید اس خطرناک موقع پر ہلالیوں کو کھل لائے  
 اور لڑکھو بہت کچھ لکھیں دی اور بہت بندہ مار دوسرے شہزادوں کے جیسے سب  
 روانہ ہوئے جو اس جنگ میں سخت متاثر ہوئے اور انشت کر کے واپس ہو گئے تھے  
 ہلالیوں کے زخمیوں میں سر کا زخم خطرناک تھا ہلالی بھی ایک مرتبہ ایسا ہی



نہی ہوا تھا لیکن اس کا دم بہت معمولی تھا اور پگڑی نے اس کے سر کو محفوظ رکھا  
 ہمایوں نے محفوظ مقام پر پہنچ کر اپنے خون آلود لباس کو اٹھرا اور ملازم کو دیا  
 ملازم نے اس لباس کو وہیں چھوڑ دیا معلوم نہیں کیونکر وہ کس طرح اس لباس کو  
 کھینچ کر مزار کے پاس پہنچایا گیا جس نے اس سے غیر معمولی فائدہ اٹھایا اور وہ لباس  
 کو لیکر کابل پہنچا اور گوٹے لگا کہ ہمایوں مر گیا ہے اور یہ لباس اس کی موت کا ثبوت  
 ہے اور اس طرح وہ پھر ایک مرتبہ کابل ہندو ایش بول گیا۔

جو ہرنن تباہیوں، بربادیوں اور مصائب کی ویرستان خوب لکھی  
 ہے جن میں ہمایوں اس وقت مبتلا تھا وہ کہتے ہیں کہ اس جنگ میں ہمایوں نے  
 اپنے پیراؤ کے سارے ساز و سامان کو ضائع کر دیا تھا اور تمام ضروری اشیاء  
 برباد ہو گئی تھیں۔

ہمایوں نے اپنے ہونے کے بعد ساری رات سردی میں بٹا رہا اور سخت چھینٹ  
 اُسکے چہرہ کے رنگ کو زرد کر دیا صبح کی وقت معتد لشکریوں نے جو حاتی محمد کو  
 کے ماتحت تھے ہمایوں کو اٹھایا اور ایک محفوظ مقام پر لے گئے جہاں اُسکو دوپ  
 میں بٹھا کر اُسکے زخموں کو دیکھا گیا اور پھر ایک گھنٹہ تک سخت بیمار ٹیڈ کر کے نانا پانی  
 اپنے لباس کے بجائے اس نے اپنے ایک ملازم کا لباس لے لیا کیونکہ ہمارے مقام  
 کی ایک سن رسیدہ عورت آئی اور اُس نے ہمایوں کی خدمت میں ایک پانچواں  
 پیش کیا تاکہ وہ اُسکے ہن سے اور خون آلود لباس سے کچھ بچے اور اسے ہمایوں  
 یہ پانچواں جو حقیقت میں زنا نہ تھا تھا اُس سے لے لیا اور سانی عورت کے لئے  
 اُسکی زمین کے می حاصل معاف کر دیے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد ہمایوں ابھی قیام نہیں کیا تھا  
 کہ اس کے ساتھیوں میں ایک شخص جس کا نام سلطان محمد قراہ تھا اُسکے سامنے آیا

اصلی رسم کی اور انکی کی اجازت چاہی جس کے اپنے اعلیٰ حالات کے نام میں  
 ادا کی تھیں اس نے اپنے عرض کیا کہ میں آپہ لانی جان تو بہان کرنے کے لئے  
 تیار ہوں ہاں میں نے محلی عقیدت و وفاداری تھا فرض کہی اس پر مہرمانی و  
 وسلوک کا وعدہ کیا۔

تقریباً تین ماہ تک کابل میں اس امر کا یقین رہا کہ ہمایوں پہلے ہی جانوں  
 کی موت کی خبر مسموم وادوہ اور خوشی دونوں پر مشتمل تھی وہاں کوئی شخص ایسا نہ تھا  
 جو صحیح کیفیت بتانے والا ہو ورنہ کوئی یہ رائے نہ ہرگز نہ لایا تھا کہ ہمایوں کے مرنے  
 کی خبر یہاں وہ غیبی ہو سکتی ہے یا نہیں کابل میں جو فوجی افسر تھے انکی زیادہ تعداد کابل  
 کا ساتھ دینے پر آمادہ تھی لیکن ان کی وفاداری اور اطاعت بالکل مشتبہ تھی  
 انکی مرتبہ اکبر پر کابل کے ساتھ اپنے چچا کے ہاتھوں میں یا ہمایوں کی مخالفت  
 اور جنگوں کی کسی نہ ہو ورنہ انکی اور اکبر کی حفاظت میں ہمایوں کی مخالفت روشن کا  
 کہی خیال نہیں کیا گیا کامران اور عسکری دونوں کو اس کا خیال تھا لیکن موضعین  
 کا دوسرا بیان یہی ہے کہ ایک مرتبہ کامران نے اکبر کو ہمایوں کی توہم کے سامنے  
 ڈال دیا تھا گلبدن بیگ بھی اس واقعہ کی تائید کرتی ہے لیکن اس نے اس واقعہ میں  
 ماہم تاکہ کے حصہ لینے کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے جسکی نسبت تو نہیں کیا یہ بیان ہے  
 کہ سب اکبر کو ہمایوں کی توہم کے سامنے ڈال دیا گیا تھا تو اسے اکبر کو پہچانے کیلئے  
 اپنے آپ کٹا گئے کر دیا تھا۔

اس واقعہ سے قطع نظر کر کے یہ ماننا بڑے گالہ اکبر کے ساتھ ہوتی  
 سلوک کیا گیا تھا عسکری مرزا کی بیوی جس کو سندھ میں اکبر کو پرورش کیا تھا اکبر پر غیر  
 معمولی طور پر مہرمان تھی مگر کامران کا اکبر کو فائدہ کے سہرہ ورنہ نامی بیٹا ہرگز نہیں  
 کہ وہ اکبر کو کسی قسم کا نقصان پہنچانا نہیں چاہتا تھا۔

محترم کہ اگر کبھی ہمارے بچہ کے ہاتھوں میں آیا اور اُس نے اُسکی حفاظت کی  
 یہاں تک کہ وہ اُن ایام میں ہی اُس پر ہریانہ جاکر اسے حملہ کر کے ہٹکوا کر لیا گیا۔  
 خود کو مارا کہ وہ ایک لڑکا تھا اور یہ امر کس قدر رحمتِ عظیم ہے کہ جب کہ امن  
 پہلاہوں کے اقبال و عروج کا اسی میں تبدیل کر نیے عاجز رہا اور اسکی کوئی کوشش  
 کامیاب نہ ہوئی تب ہی اُس نے اکر کو کوئی تکلیف نہ دی تو قیاس تو یہ ہے کہ  
 ناکامیوں کے بعد کہ ان اکبر کو مارنا انا واپس اپنے اکر کے کیلئے راستہ کو صاف کر دیتا۔  
 کامران کی شخصیت پر جو الزام عائد کئے جاتے ہیں اگر کامران کی زندگی کے  
 واقعات ہرگز اگر ہی نظر فرمائی جائے تو ان میں بہت کچھ تخفیف ہو سکتی ہو مثلاً اکبر کی  
 حفاظت کا واقعہ اور کامل میں خطبہ کا اندک کامران کا نام نہ سبب بننے کا معاملہ  
 آخری واقعہ کی نسبت مورخین کا بیان یہ ہے کہ اکبر نے کامران نے اپنے خاندان  
 کی خواتین سے اس امر کی خواہش ظاہر کی تھی کہ خطبہ میں اُس کا نام پڑ جائے  
 کامران کا ہاں پر کامل اقتدار کرتا تھا اور وہ ہر طرح کا ممتاز تھا کہ کامل پر اپنے  
 حکمران ہونے کا اعلان کر سکتے تھے لیکن اُس نے اپنا اختیار کلام نہیں لیا اور  
 اس معاملہ کو شاہی خاندان کی خواتین کی رائے پر چھوڑ دیا اس بحث نے شاہی  
 خاندان کی خواتین میں اس قدر طول کہنچا کہ طلبہ تعلیم سے لیکر قار زادہ تک اس کی  
 نوبت پہنچ گئی۔

پہلاہوں نے ان ایام کو اندراب میں بسر کیا کہ ان کا فہم بندہ تک ہر ہا تھا اور  
 منتشر شدہ لشکر واپس آکر جمع ہوا تھا سلیمان اول ایام میں ہی وہاں موجود تھے یا نہیں  
 اسکی شہادت تاریخ سے نہیں ملتی۔

پہلاہوں کے منتشر شدہ لشکر کو فراہم کرنا اور پہلاہوں کی شکست خوردہ  
 طاقت کو بحال کرنا حقیقت میں حرمِ عظیم کا کام تھا اُس نے بہت تہذیب سے

عہد میں ہزار طے آجیو کو فروہم کیا اور جلد سے جلد سپاہ کے سالار و سامان کو بھی اکٹھا کر لیا گھوڑے بیکم و بیان ہنگہ صرف حرم ہی کو یہ سالار نمایاں کام تھا اور کسی دوسرے شخص کی اس میں عقلا و عملا کوئی شرکت نہ تھی اسے بہتر تن متوجہ ہوا کہ اس کاہر کو کیا ویش کو بھی کر لیا پھر اسی نے ویش تک سنگ راستوں نے لشکر کو بچا لیا اور تھوڑی دیر میں کام کو انجام دیکر غائب ہو گئی۔

غائب گمان یہ ہے کہ سلیمین اور اندر پیم بھی جہازوں کے ساتھ تھے اور جہازوں کی مدد کیلئے حرم نے ماموزی فتنہ ہی روانہ کی تھی۔

ابلی مرتبہ جہازوں کو جس جنگ میں حصہ لینا تھا وہ آخر گرام کی جنگ تھی جس سے ابتدا ہو جہازوں نے پہلو تھی کی تھی لیکن کامران کا افسر خاص تو اچھا تھا ہنگہ کو روکنے کے بجائے شہر و غارت کر رہا تھا اس جنگ میں کشت و خون کا پلانا خوب گرم ہوا اور فاضلین کے پرستے آدمی ضائع ہوئے کیا قاتل و قراچان دیکھنا چاہتا تھا۔

جہازوں نے معاذ کو صبح سو بھنا چا ہا لیکن چونکہ صبح میں کھانا اور طرح کی بے کابل کے سوا اور کچھ نہ پڑھتا اسلئے ابتدائی سفارت نامہ ہر ری دوسری سفارت نے یہ کو تشمس کہ کہ جہازوں کے ویرکتا کہہ کی شادی کامران کی چھیتی تھی وغالباً عائشہ کے ساتھ تھوڑے سے اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے سفارت نے یہ ظاہر کیا کہ اس صورت میں کامران کی موت کہہ دیکامران کی بیٹی کے ہاتھ میں بیٹگی پھر سفارت نے یہ بھی کہا کہ باہم صلح ہو جائے لے جہازوں اور کامران کے لشکر تخریب کر ہندوستان طرف لڑیں اور ہندوستان کے مقبوضات کو واپس لیں لیکن سفارت کی ان مساعی کا کوئی نتیجہ نہ نکلا اور وہ واپس چلی گئی اسکے بعد قراچان نے شور و غوغا شروع کیا کہ کابل کی جنگ کے حق میں ہیں اور ہر کو جنگ پر مجبور کر رہے ہیں

آخر کار مران اور ہمایوں کے لشکر میدان میں آ گئے جنگ ہوئی اور مران غریب  
نے حق جانباہی اور کیا لیکن کارمران کا لشکر ہمایوں کی سپاہ پر غالب نہ آ سکا اور  
کارمران کو شکست فاش نصیب ہوئی اس جنگ کے نتیجہ میں سب سے بہتر نتیجہ یہ  
ہوا کہ اگر ہمایوں کی حمایت و حفاظت میں آگیا اور جو خطرہ اس جنگ کے بعد  
پاس رہے میں اس کی جان کے لئے پیدا ہو گیا تھا وہ جاتا رہا ہمایوں نے  
اپنے اونیہال کو ہانے کی خوشی میں دل کھول کر خیرات کی اور آئندہ کے لئے اسکا  
عہد کر لیا کہ اب وہ اگر کو بھی اپنے سے غلطی نہ کرے گا۔

جنگ کے بعد خوش قسمتی سے ہمایوں کو اپنی یکا اقد رضا کے شہر میں مل گئی  
اس مال غنیمت میں سے جب بڑا حصہ طلب کیا تو اس کو دو اونٹ ملے جنکے  
سوار و بچہ بڑے ذخائر اور نو نویر کتا ہیں لادی ہوئی تھیں یہ وہ کتا ہیں تھیں جنکو ہمایوں  
قبچاق میں آہو بیٹھا تھا ان میں زیادہ تعداد تو شعرا و فاضل کے دروہین کے فنی  
نسخوں کی تھی ہمایوں نے ان میں لطیفہ و حوی و مسبق و شاعری اور سنگ تراشی کا بہت  
شائستگی تھا اور شعرا کے کام سے خاص دلچسپی رکھتا تھا کتا ہوں کا یہ غزانہ مل جانے  
بعد ہمایوں کو بے انتہا خوشی ہوئی۔

کارمران نے شکست کہا کر چہ ہمایوں کے خلاف بددعویٰ شروع کی  
بیسویں زمرہ کے کام سے ہمایوں کے لشکر کے بیچوں مال اس سے ہندل کی  
ہندگی کا خاتمہ کر دیا سکے بعد اسے ہندوستان کے بادشاہ سلیم شاہ سے مدد طلب  
کی لیکن وہ اس کو شمش میں نہ کام رہا کہیں سے اسکو مدد نہ ملی آخر حکمران کے مقام  
پر چکر مار کر لیا گیا اور ہمایوں نے اس لایا گیا اور امارت شاہی کے امارت سے اراستہ  
مستعد کیا سکی دیوین آگاہیں محال نہیں اور اس کو مدد مل جانے کی اجازت  
دی گئی۔

تھم مومنین کا سر پہ تھا حق ہے کہ کامران کے ساتھ اسکی بہری ماہ چوہک  
 کو بھی کہ غلطہ روئے کیا گیا تھا اور ایک باور بکا خاص ملازم چلدا بیگ بھی اس کے ساتھ تھا  
 کامران کے چار مرتبہ کیے گئے اور وہ اکثر چھوٹے کو اس کا انتقال ہو گیا  
 کھانوں کے بعد اس کی بہری ماہ چوہک صرف سات مہینے زندہ ہی بھر  
 اس کا ہی انتقال ہو گیا۔

کامران کی قیادت کے عظیم اس کی اور بیویان بھی کئی تھیں یا نہیں تاریخوں میں اسکا  
 کوئی ذکر نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ دوسری بیویوں نے بھی اس کے ساتھ وفاداری  
 کی تھی اور وہی ضرور اس کے ساتھ تھیں کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ماہ چوہک کے باپ نے  
 ماہ چوہک کو جانے سے روکا تھا لیکن اس نے باپ سے صاف کہا کہ میرا فرض  
 منصبی ہے کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ جاؤں اور میں ضرور جاؤں گی۔

کامران اگر اپنی زندگی کے حالات کہتا تو وہ نہایت دلچسپ ہوتے وہ اپنے  
 ارادوں، خواہشات، جذبات، واقعات کی صحت اور غلطی رائے پر جنگوں میں شکست  
 و فتح، نابینا کر دیے جانے کا واقعہ اور موت سے پہلے دینی فرائض کی انجام دہی  
 وہ ان تمام امور کے متعلق مفصیل سے کہتا اور اس صورت میں ہمارے سامنے  
 ایک ایسا مواد ہوتا جس پر ہم آسانی کے ساتھ بحث و گفتگو کر سکتے تھے لیکن اب  
 ہم بالکل تاریکی میں ہیں اور کوئی مناسب فیصلہ ناممکن ہے۔

جو واقعات تاریخوں میں ملتے ہیں ان کی بناء پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کامران  
 نے قتل اور فریب دہی کا بیشک ارتکاب کیا ہے اسے بے عیبی بھی کہی ہے اور اسکی  
 شخصیت ان افعال سے بھی ہلکا خوش نہیں ہو سکتی لیکن مکمل پر تعریف و اقتدار  
 قائم رکھنے کے واقعات کا یہاں مکمل تعلق ہے اس لیے تمام کا مل میں حق نہایت  
 تھا کامران کا کوئی دوسری موٹ نہ تھا اس لیے بہت ممکن ہے کہ اس پر جو الزامات لگائے

گئے ہیں جن میں سب ملحق ہوئے اور ہر جہت سے جو کتاب کے ہدایت کے نفاذ کے لئے  
کی کوئی دیر ہوئے تھا اب میں نمایاں نثر ہو سکے ہوں۔

کامران کی زندگی کے خاتمہ کے ساتھ واقعات کی پیچیدگی کے سلسلہ کا بھی  
خاتمہ ہو جاتا ہے اب اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان وفادار بھائیوں کا  
بھی چند الفاظ میں ذکر کر دیا جائے جو بھائیوں کے وفادار رہے ہیں۔

عسکری مرزا جس کو بہشتان کا علاقہ سپہ سالار تھا اس نے اس کو بھی  
کوئی نظر نہ پڑا تھا اور اس کی زندگی بھی اس کا کوئی دور مشور کے لئے نہ تھا۔  
میں انتقال ہو گیا اور کمران عرصہ دراز تک یہاں رہا۔ سب سالوں کی کوششوں  
کا منظر دیکھتے ہی جیتے جیتے یہاں تک کہ پورے خاندان کے افراد کی حالت  
کو دیکھ کر لوٹ گئی اور اس کی جگہ دوسری شلٹا کی صورت میں نمودار ہوئی جو کہ  
اُس کے سرداروں نے ایک تنازعہ ختم بنا دیا۔

## چوتھی فصل

کچھ عرصہ پہلے کے متعلق

اب ہم چوتھے زمرہ کے واقعات کہہ رہے ہیں جو متعلق ہر  
اور دیگر خاتین سے ہے واضح ہو کہ اس عرصہ میں سب آخری بچے بخشی بانو کی بہن  
حرم کے لئے ہر قسم سے قریب پانی پتلیوں جو بخشی بانو کا اسم ہے ہمارے  
سچے ہی خواہ تھے لیکن اس کے ساتھ اپنی شخصیت کو بھی تقویت دینا چاہتے  
تھے کہ کئی کئی بھائیوں میں ان کی شخصیت کو دیکھ کر ان کے لئے  
اس قدر وابستہ تھے کہ ان کو مرزا خان کو کہا جائے کہ ان کے بھائیوں کے لئے  
میلان میں فتح ماس کر کے بعد میں میں اقامت پانچواں اور سکون دل بہت

کے ایام بسر کر رہا تھا کہ اسے ایک شخص کو مرح کی خدمت میں دیر پر آم دیکر رواد  
 کیا کہ وہ اپنی کئی کئی بیویوں کے ساتھ شادی کے ساتھ کر دے حقیقت میں یہ پریم  
 دو شخصوں کے ہاتھ بوند ہو گیا تھا اور وہ مہر کے خیال میں اس کے اہل نسبتہ لوگ  
 شادی خاتمان سے اسے اس سے ورتہ علیہ تھے ایک تو ان میں سے خواجہ  
 بولوں کے لیے تھا جو کہ کئی کئی شادیوں کے وقت دو ہزار پانچ سو سوہنیوں کا  
 افسر تھا اور اسے اپنی فلاح میں نے شادی میں جہکے ہوا ہوں شادی  
 خاص کی غیر معمولی خدمت کی تھی۔

روم پور میں نہ ہر شان کی سوانح میں بہت حد تک ایک ہی عورت تھی سکی  
 رگور میں سکندر و تپو کا نھن ہو جن تھا یہ ایک قبیلہ کے سردار کی لڑکی تھی جب  
 ہوا میں کہہ پانچ برس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اسے اسے لہجہ مانگنا  
 شادی کی کوئی بیوی یا نون اس عرض کیے کیوں نہیں دیم جانتی تھی مکان پر آم رسالہ  
 نیچے سے ہوا لکھا متصدا اس کا ہنسک نہیں ہے اسے ملے کہ ہوا یوں نے حال  
 ہی میں اپنی لڑکی کی شادی اس کے لڑکے کیساتھ کی تھی۔  
 آخر وہ ہیکر نے پہلے ساتوں کے ہاتھ کہا ایسا کہ ہوا یوں خود آئے اور  
 اپنی دلہن کو لے گئے۔

عمر کے خاندان سے ہوا یوں کے خاندان کے تعلقات قائم ہونے کے  
 سلسلہ میں یہ بھی قابل ذکر ہے کہ کامن کا ایک بیوی محمد محمد جنتانی ہی کامن  
 کے سنہ کے بعد سلیمان نے اس سے شادی کر لی تھی لیکن محمد ناس کو  
 پسند نہ کیا اور اپنی بیوی مانے کیلئے اس کا براہ مہر کی شادی کر دی۔





## پانچویں فصل

ہندال کی موت کا اثر گلبدن پر

کامرون نے ہر روز یہ افکار کو جو یوں کی سپاہ و شب خون دہشت میں  
ہندال کو لیا تھا گلبدن کی نگاہوں کی موت کو سخت سنگین و مایوس نامہ میں گلبدن  
بہم اس واقعہ کا ذکر نہایت مزہ و تلیذ الفاظ میں کرتی ہے پتا چلتا ہے کہ وہ بھی سب کے سب  
توجہ و توجہ سے لڑے اور شو بہ کو اس شب خون میں کیوں نقصان نہیں پہنچا اور  
یہ جلی صاف میرے ہمانی ہی ہو چکا ہے گری۔

گلبدن ہیگم کے بن الفاہ ستھارہ بتا ہے کہ اس کا ہندال کی موت کا  
غیر معمولی صدمہ ہوا تھا اور وہ ہندال کی موت کو ایک سیاحا و شہنشاہ کی موت کی طرح  
مقابلہ میں شو بہ اور بیشک موت کو ہی اہمیت نہیں دیتی تھی۔

خاندان شاہی کی خواتین کیلئے وہ زمانہ نہایت تکلیف اور ذیبت رسان تھا  
جبکہ کامران کی بدولت انہوں نے ہر ایک کا سوگ سہا تھا بلایوں اور چہرے فانی  
ہوئے لیکن کامران کے آدمیوں نے اس کی موت کی ہر شے کو دیکر ہی شی اور  
تین ماہ تک شاہی خواتین اس کے سوگ میں رہی تھیں چہ کامران ہی کی بدولت  
ان کو ہندال کی موت کا سوگ بھگنانا پڑا تھا۔

ہندال کو خفقہ خواجہ کی جگہ واقعہ جو سنے شاہی کے قریب قتل کیا گیا تھا  
چراغ کی قتل کو کامران پہنچایا گیا اور ہمارے قریب دفن کیا گیا ہندال کی عمارت  
بنیس سال کی تھی اور صرف ایک لاکھ اسکی یا بھارتی جس کا نام قریہ کی عمارت قریہ  
کی ایک چلی شادی ہوئی اور اس نے جی عمر پائی کی وفات کے بعد جی ہی زندہ رہی  
اور چالیس سال کی عمر پائی۔

بدستی سے قلم کی کتاب ہواں نامہ کا خلاصہ ناقص ہوئی وجہ سے  
ایک بہت بڑی کمی کا زور دار ہے آج جو واقعات مذکور ہیں وہ صرف کاہلوں  
کے اندھا کے جانے تک محدود ہیں پہلو بکا بونٹو دستیاب ہوا ہے وہ صرف  
دو نسخہ ہے جو خطا نوی عجایب خانہ میں موجود تھا اس کے گمشدہ صفحات نہایت  
صاف تھے۔

ہجڑوں نامہ میرا کہی تخت نشینی سے نین سلاقل کے حالات نہیں دیا  
جانتا کہ کئی تخت نشینی کے ایک سال بعد قلعہ بنایا کہ ہندوستان گئی ہے اور اسے  
ہجڑوں نامہ میں کبر کے عہد کے واقعات قلمبند کئے ہیں۔

## چھٹی فصل

ہندوستان پر قبضہ

ہجڑوں کو سب اپنے بھائیوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو اسے سندھ میں  
بھہر ہندوستان کا رخ کیا وہ جاناویر <sup>۱۵۵۰</sup> کو کابل سے روانہ ہوا یہ تاریخ ہمارے  
ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی تاریخ <sup>۱۵۵۰</sup> سے اس قدر وسامت و شبہ است  
کہ جتنی ہے کہ ان دونوں حملہ آور کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ملے  
غیب پر پناہ کا مشورہ کیا تھا

ہجڑوں کو سب کو ساتھ لیکر سکون و طمانیت کے ساتھ ویرا کے کنارے کنارے  
جہاں آباد ہوتا ہوا پشاور پہنچا اور وہاں کے اندر کے اس پار پہنچے اور ایک طاقتور  
حملہ آور کی طرح ہندوستان کی طرف بڑھنے کے واقعات مسٹر اسٹون نے نہایت  
تفصیل سے لکھے ہیں جنکو نقل کر کے یہاں کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی  
مخصوصاً کہ ۱۲ جولائی <sup>۱۵۵۰</sup> کو دہلی میں ہجڑوں کی شہنشاہی کا اعلان کر دیا گیا

اس زمانہ کے واقعات میں سب سے اہم واقعہ ترکی امیر البحر سیلے دوس کی  
 آمد کا واقعہ ہے یہ سلیمان اعظم ترکی خلیفہ کا امیر البحر تھا اس کے ساتھ پچاس  
 ہزار اور چند غلامی تھے یہ سورت سے لاہور آیا اور پھر ہندوستان کے مقامات  
 کی سیر کے ترکستان واپس چلا گیا ہندوستان کے مسلمانوں نے اس کو خوش  
 آمد کیا اور خوب خاطر و مدارت کی۔

ترکی امیر البحر نے اپنے سفر نامہ میں ہندوستان کے حالات بھی کہے ہیں  
 جن میں کئی جگہ اس سے غلطیاں ہوئی ہیں وہ جب ہندوستان سے سلطان حسین  
 ارغون کے پاس پہنچا تب تو وہاں اس کا شاندار استقبال ہوا شاہ حسین ارغون کی نسبت  
 نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ اس سال حکومت کی حکومت کے آخری ہائی سالوں میں  
 وہاں بڑے بڑے جنگیں تھیں کہ وہاں سے ہر سال ہزار ہا لوگ مارے جاتے تھے کئی کشتیاں  
 استعمال کرتے تھے ایک اور مقام پر وہ شاہ حسین ارغون کی نسبت لکھا ہے کہ اس ملک کو ایک  
 خاص قسم کے پانی سے آلودہ تھا اس بخارا سے اپنی زندگی کو بچانے کے لئے وہ پانی کے اندر بیٹھا  
 رہتا تھا اسی امیر البحر کے سفر نامہ میں یہ چیز سب سے عجیب ہے وہ ہندوستان کا اندر  
 اس کے پہلے سفر کے حالات میں اپنی سمیت سے لاہور کا سفر لاہور میں وہ ماہ اگست  
 میں آیا تھا جبکہ ہواؤں کو ہندوستان پہنچنے کے ہوتے صرف تھوڑے ہی دن  
 ہوئے تھے لاہور میں وہ ہواؤں کا ہکا روئے ملا اور شاہی احکام کا انتظار کرنے  
 لگا اور کے گزرتے ہوئے اس کو بھی یہ خبر مل رہی تھی کہ ہواؤں کے آگے اس کو ملاقات  
 کے لئے ہواؤں نے بھی پہنچ کر ترکی امیر البحر کو طلب کیا اور اس کے استقبال کو آدمی بھیجے جنہ  
 ابتداء میں ہی کے باہر خان خانان نے دو سب سے علیل القدر امرا ایک ہزار  
 سپاہیوں اور چار سو افسروں کیساتھ اس کا استقبال کیا خان خانان نے اس کے ساتھ کہا نا  
 کہ کیا امیر البحر اس سے اس کا تعارف کر لیا۔

ہم کوں کا لادو تھا کہ اپنے محرم بہان کو جس کے اور مستقل طور پر اس کو اپنے  
 پاس رکھتا اور یہ ممکن نہ ہو تو جس قدر ضرورت تک وہ قیام کر سکے اس کو اپنے پاس  
 شہر سے لے کر اس کے کسوف و خسوف اور غرض انہماک کا صحیح درجہ وغیرہ معلوم کرنے میں  
 مدد حاصل کرتا اور وہ ہمارے نجومیوں کو آفتاب کی رفتار کا راستہ اور نقطہ مارے کے  
 مقامات دریافت کرنے میں اس سے مدد ملے۔

ہم کوں ترکی امیر البحر کو اپنے پاس سے بھی رکھنا چاہتا تھا کہ وہ چشتی خانانہ  
 کی ترکی زبان میں بہت سے شعر کہتا تھا اور ایک قابل تاریخ گو تھا اور ہماریوں نے اس کو  
 علی شیرانی نامی دوم کا لقب عطا کیا تھا۔

ترکی امیر البحر نے دہلی پہنچ کر پہلے ہی اجتماع میں فتح پور کی تاریخ کبھی اس کے کھٹنے  
 اور انہیں بھی کہیں جن کی اس کو خاطر خواہ دلولی یہ نہایت قابل اور ہوشیار آدمی تھا  
 اس کا اپنی میلان اور علمی قابلیت ہمالیہ کو غیر معمولی طور پر پسند ہوئی۔

شاعرانہ صلاحیت کوئی کے علاوہ ترکی امیر البحر علوم میں بھی کافی دستگاہ رکھتا  
 تھا اور اس کو اگر ایک شاعر کے بجائے ایک مددگار کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا  
 انہیں علوم و فنون کے کماں نے اس کو بہت عظیم بنا دیا تھا چنانچہ محمود بہکری اور

ہمالیوں کے درمیان دو ستارہ تعلقات کا موجب یہی ہوا سلطان محمود بہکری اس کا  
 چھان بین ہان تھا جس نے ہمالیوں کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا اول اسکے ہاتھ پر  
 کیا تھا جب یہ خط ہمالیوں کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اپنی اچھی زعفران میں ڈبو کر

خط کی تحریر پر کھدی جو خوشخودی مزاج کی علامت تھی سلطان محمود کو اس کا علم  
 ہوا تو وہ بہت خوش ہوا اور ترکی امیر البحر کو اس اعزاز کے حصول پر تشکر کا خط لکھا  
 دہلی کے قیام میں ترکی امیر البحر کے تعلقات کا دائرہ صرف ہاؤ شاہ تک

محدود ہوا کثر بہاریوں کے پاس رہتا اور غلیات و دیگر فنون لطیفہ سے اس کا

خوش گذارتا تھا اپنے ہارشاہ کی تعریف میں ہی غزلیات کہی ہیں اور انکو باتاندرہ ہارشاہ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

بہت ہی واپسی کا سعادۂ تعویذ میں بیٹھ گیا اور وطن کی محبت نے اسکو سفر پر مجبور کیا تو اس نے دو غزلیں کہیں جن میں روایت کی اجازت چاہی تھی اُن غزلوں کو لے کر شاہی بہار کی معرفت خدمت میں پیش کیا ہارشاہ نے یہ غزلیں کافی توجہ سے سنیں اور اسکو انعامات و دیگر نصرت کی اجازت مرحمت فرمادی۔

تنگی امیر ابو ذریعہ رہا کے بعد حالات قلمبند کئے ہیں ان میں بہاولوں کی غیر معمولی تعریف کی ہے یہ تعریف انعامات کا صلہ میں تھا بلکہ وہ محبت تھی جو بہاولوں کو ترک امیر ابو جرحے تھی اور پھر وہ قدر زلفی جو بہاولوں نے اس بالکل شخص کی کی تھی۔ تنگی امیر ابو ذریعہ دہلی سے روانہ نہ ہوا تھا کہ بہاولوں ایک حادثہ کا شکار ہوا اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی لیکن اس حادثہ کا اسکی روایتی بہر کوئی اثر نہ پڑا اور وہ بہاولوں کی وفات کے ارکان حکومت کو مفید شہادت دیکر روانہ ہو گیا۔

بہاولوں کی موت اس کی بہادرانہ روش پر مبنی تھی اور اپنی نوعیت میں اس اعتبار سے عجیب تھی کہ وہ شیر شاہ کی بنائی ہوئی عمارت میں واقع ہوئی اسکی سنگی کے آخری لمبے نہایت چمکے تھے اور تمام کاسوں کو اسنے خوشی کیساتھ انجام پہنچا لیا تھا وہ اپنی وفات کے حادثہ کے دن اپنے دوستوں نے ملاقات کر چکا تھا اور ان زائرین سے بھی اہل ملاقات بہر کی تھی جو حال میں کہ معلوم ہے آئے تھے ان زائرین سے وہ اپنے بھائیوں کی خیریت اور حالات بھی دریافت کر چکا تھا کھل سے آئے ہوئے خطوط بھی اسکو ملے جا چکے تھے اور راج کے واقعات وہ بہت بخوش اور سرور تھا۔

شیر شاہ کی عمارت کو اس نے اپنا کتب خانہ بنا لیا تھا اور مندرجہ عمارت

جمعی جہاں صحت طبع تھی وہاں میں ایک چھتری نہ چھوڑنا سائبند تھا چھت پر جانیکے  
 وہ متعلق نہ معلوم۔ ہندو ورتنگ۔ سینے تے بجلی سیر جیل نہا اور چوڑی نہ تھیں۔  
 وہ لوگ سینے دیوال سے فٹ ہو تھے اور وہرے کے زینہ کا دروازہ چھت پر لگا ہوا تھا  
 تھام کا ہونے کا رخ ہوگا، ہاں حسب مہر شیر منٹل کی عمارت کے سپر  
 گیا جو لگاتار تے سینے نیچے کے معنی میں وجود تھے انکو اپنی زیارت سے مشرف  
 کیا اور پھر ستارے مٹ کے طلوع ہونے کا منظر دیکھنے لگا یہ مشاہدہ غالباً اسلئے  
 ہو گا کہ اپنے بہن کو رخصت کرنا کہتے سادت سجدہ کو دریافت کر سکے۔  
 تھو کاوت اور شام کا وقت تھا اور جنوبی منٹل کی چوبیسویں تاریخ کہ  
 بادشاہ ہالیوں اپنے مشاغل سے فراغت کر کے شیر منٹل کی سیر سیونے نیچے  
 آکر سنگھ و صاحبی دوسری منٹل پر تھا کہ اسے کانوں میں اذان کی آواز پڑنی پید غسلی  
 ریس تک ہمارا الجھر کا بیان کر کے ہالیوں کی عادت یہ تھی کہ جب وہ اذان کی آواز کو سنتا  
 تھا تو وہ زانووں پر جاتا تھا کہ اذان کی آواز سن کر وہ زانو پر جھکیا ایک وزیر نے کہتا ہوں  
 کہ اسے اذان کی آواز سن کر بیٹے کا لڑو کیا تھا کہ اسکا پازلہ پستین میں لٹک  
 گیا اور وہ سیر سیونہ پر گر کر لڑو لٹک گیا اس کا عصا دور تک گزریا سیر سیونہ پر بہت جلا  
 چلا گیا اور ہالیوں زینہ کے نیچے آگرا اسکا باتوں اور سر میں مسند ہوئیں تھیں  
 اور وہ بہوش ہو گیا۔

بتوش آنے پر اس نے بیٹے اکبر کو خط لکھوایا جس میں معنی ہو کہ غفلت کا  
 رشتہ کا حال التفصیل سے لکھا گیا ہو گا میرا الجھر نے اس حادثہ کے جو حالات لکھے ہیں  
 ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سر کے زخم اسلئے سخت تھے کہ ہالیوں آخری وقت  
 تک بہوش رہا نہیں آیا اور اس واقعہ کے تین دن بعد یعنی ستائیسویں جنوری کو  
 ازتالیس سال کی عمر میں اسے انتقال کیا۔

ہو کر اس کی وفات بدتر کی امیر البحر کی زبان سے بے اختیار بتے اور اس کو  
 اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ جتنے ہم فطری کے پاس سے آئے ہیں اویسی کے پاس  
 واپس جانے پہنچنے یہ کہا کہ موت سے آہنی ہر جوں میں بھی مفر نہیں  
 ہمارے کی وفات کے بعد ترک امیر البحر نے ارکان سلطنت اور خاندان  
 شاہی کے لوگوں کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اس وقت تک موت کے مدانہ کو مخفی رکھیں جب  
 تک کہ اکبر دہلی نہ پہنچ جائے اس مشورہ کے سلسلہ میں اپنے ملک کے  
 چند واقعات بھی بتائے چنانچہ چند روز بعد ایک شخص کو جو چالوں کی فصل وصوت  
 سے کامل مشابہت رکھتا تھا شاہی لباس میں لوگوں کو دکھایا گیا اور ظاہر کیا  
 گیا کہ اس بادشاہ کو آرام ہے عوام کو اس سے اطمینان ہو گیا اور بادشاہ کی صحت  
 میں جگہ جگہ خوشیاں سنائی گئیں۔

ترک امیر البحر اسکے بعد دہلی سے رخصت ہو کر لاہور کے طرف روانہ ہو گیا  
 اور اس میں یہ شہور کرنا لیا کہ اب بادشاہ کو آرام ہے۔ لاہور پہنچ کر اس کو معلوم ہوا کہ  
 اکبر کی تخت نشینی کی رسم ادا ہو گئی ہے اور جمعہ کے خطبہ میں ایک کانا میر باگیا بے  
 لاہور میں پھر دوبارہ ترک امیر البحر کو بادشاہ کی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت  
 پیش آئی اور اس کو نہر نابھہ کے حکام جن کے بموجب ترک امیر البحر کو اپنا سفر شروع  
 کرنے سے پہلے اجازت دے کر ترقی یا قندارہ راست دہلی سے موصول ہونے ہوئے  
 یا مقامی حکام نے کسی صلیب ان کو ہادی کیا ہو گا ہر نوع چند روز بعد کلاں نور  
 کے مقام پر ترک امیر البحر کو اکبر کے حضور میں پیش کیا گیا اکبر نے اپنے ہاتھ پر دانہ  
 کا احرام کیا اور وطن کی زیارت کے بہو کے ترک سیات کو واپس جلائی اجازت  
 دہدی اخراجات کیلئے کافی روپیہ دیدیا اور حفاظت کے لئے لشکر کو ہمراہ کر دیا۔  
 کلاں پہنچ کر ترک امیر البحر نے ہلاوت کے دو لوگوں محمد مکیم اور فرخ خاں کو دیکھا

جو کسی شہر میں پہلے ہوئے تھے ان میں سے ایک ماہر جو حکم کے بلحاظ سے  
خاوند و سرخاش آغا دوزی کے بلحاظ سے۔

یہ دلی رؤس تھے امیر ان کے کابل کو غیر معمولی خوبصورت پہلا اس کے  
بغالی پہاڑوں۔ باغات۔ اوشہ میں سے وہ اس قدر محفوظ تھا کہ اپنے سفر  
نامہ میں اسے ان کی غیر معمولی تعریف کی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ کابل میں  
ہر جگہ تفریح و تزیینت کا سامان موجود ہے۔ میز و نوے درخت لگے ہوئے  
ہیں غالباً جو بات پہلے موجود ہے وہ جنت میں نہ ہوگی۔

تک امیر البحر کو کابل میں نیا یہ قیام کا موقع نہیں ملا شہر میں داخل ہو کر  
اُسے خیمہ محل سے ملاقات کی خیمہ خان نے اسکو بتلایا کہ آپ اپنے سفر کو پہلا  
دروں میں جاری نہیں کر سکتے ان راستوں اور دروں سے صرف وہی لوگ  
گذر سکتے ہیں جو یہاں کے باشندے ہیں اسلئے بہتر یہ ہے کہ طالقان کا راستہ  
اختیار کیا جائے چنانچہ ترکی امیر البحر نے طالقان ہی کے راستہ کو اختیار کیا اور وہاں  
سیلمان اور ابراہیم سے ملاقات کی جہاں اسکا شاہراہ استقبال کیا گیا یہاں ہی  
اسنے غلبہ کیس اور حکمران کی خدمت میں پیش کی۔

اب ہم ترکی امیر البحر کو طالقان میں چھوڑتے ہیں اور اُسے رخصت ہونا  
مناسب سمجھتے ہیں۔

## تیسرا باب

اکبر اعظم کا عہد  
پہلی فصل  
خانان شاہی کی خاتون کی طبعی



اکبر کے سرور میں وقت تاج رکھا گیا ہے اسکی عزیمت یہ تھی لیکن ارکان  
سلطنت لائق اور وفادار تھے انہیں کی اعانت و سرپرستی اور سربراہی نے ہندوستان  
میں حکومت شروع کی اور تمام مشکلات و تنگدلی حاصل کر لیا۔

اکبر کا عہد شاہی خاندان کی خواتین کے لئے امن و سکون اور عافیت کا  
عہد تھا اب نہ انکو دشمن کے خوف سے بھاگنے کی ضرورت تھی اور نہ بے امنی و  
خطر میں زندگی بسر کرنے کا موقع۔

ہندوؤں نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں خاندان شاہی کی خواتین کو ہندوستان  
طلب کرنے کیسے جو نقشہ تیار کیا تھا اکبر نے اپنی حکومت کے پہلے ہی سال میں  
اسکو فرسٹ کر دیا اور اس تسخیر کی وجہ یہ تھی کہ ان ایام میں اکبر غداروں اور غریبوں  
کی سرکوبی میں مشغول تھا ایک طرف ابوالمعالی تھا جس نے اکبر کے تخت نشین  
ہوتے ہی مخالفت شروع کر دی تھی اور اکبر کو اس کے مقابلہ پر فتنہ روانہ کرنی پڑی تھی  
دوسری جانب سکندرافغان کی سرکشی تھی اور تیسری طرف جموں اقبال تھا جو پانی  
پت میں علم بغاوت بلند کئے ہوئے تھے اکبر نے ان تینوں باغیوں کی سرکوبی میں  
پوری توجہ سے کام لیا اور سبکو شکست دی۔

اس طرف سے مطمئن ہو کر اکبر نے کابل سے خواتین شاہی کو لانے کیلئے امر  
کو نامزد کیا اور حفاظت کے لئے فوجی افسر روانہ کئے گئے روانگی کے وقت ان  
امر اور فوجی افسروں کو یہ حکم دیا گیا کہ کابل پہنچ کر وہ سب سے پہلے سلیمان مرزا کا مقابلہ  
کریں جو یہ دشمن ہر قافلہ ہیز کر کابل کی طرف آ رہا تھا اور سبکو ہاتھوں کی موت کی  
خبر نے اس امر پر آمادہ کر دیا تھا کہ وہ جلد سے جلد کابل پر قبضہ کرے۔

سلیمان مرزا کا خیال یہ تھا کہ ہاتھوں کے بعد چنگیز کی خاندان میں وہ  
سب سے بڑا سردار ہے اس لئے وہ کابل کی حکومت کا حقدار ہے اس استحقاق کی

ایک جہیز بھی نہیں کہہ سکتے تھے ایک مرتبہ خطبہ کے انداز کا نام پوچھا گیا تھا۔  
سلیمان مرزا کا حکم اگبر کے عہد میں کامل ہو چکا تھا جسکو اگبر کے فوجی ناموں  
اور احوال سے مدد دیا تھا۔ اور سلیمان مرزا واپس چلا گیا تھا۔

کابل سے شاہی خاندان کی خواتین وقت مغربہ ہندوستان کی طرف  
روانہ ہوئیں تاکہ عہدِ شہر کے شروع ہی میں وہ ہندوستان پہنچ جائیں اور اس لشکر  
سے جا ملیں جو مانگوت میں خیرنی سواکھ میں بنا ہوا تھا۔

خواتین جب شاہی لشکر کے قریب پہنچیں تو اکبر ایک منزل اور بہان کے  
استقبال کو آیا اور خاص عزت و شان سے ان کا استقبال کیا اور اس ملاقات  
سے بھرپور مسرور ہوا۔ خواتین میں اکبر کی ماں مریدہ بانو بیگم کے ساتھ بھگت پدم گنگا  
مہاوی بھگما و سیرتھیں اور فوجی افسروں کی بیویوں کی بھی ایک خاص تعداد شامل تھی  
شاہی خواتین غالباً اسوقت لشکر میں مقیم تھیں جب تک کہ لشکر اقامت پذیر  
رہا یہاں سے لشکر لاہور چلا گیا اور خواتین کا قافلہ، تقریباً عہدِ شہر کے وسطی روانہ ہوا جہاں  
میں جو شاہی لشکر بڑا ہوا تھا اسے خواتین کے قافلہ کا استقبال کیا گیا یہیں سلطان  
سلیم بیگم کی شادی بیرم خان خانخان کے ساتھ ہوئی یہ بایم کی بیوی اور بہانوں کی  
بہن بھی تھی۔

بیرم خان سے جو رشتہ ہوا تھا وہ بہانوں کا بھتیجہ تھا اور افضل نس  
واقعہ کار کرتے ہوئے چونکہ لفظ استعمال کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگبر  
نے سلیم بیگم سے بیرم خان کی باقاعدہ شادی کی تھی نسبت کا معاملہ نہیں کیا تھا  
اس تشریح کی ضرورت اس مرتبہ اسلئے پیش آتی کہ بعض مؤرخین نے اسوقت  
سلیم کی عمر پانچو سال بتائی ہے جو حقیقت میں غلط ہے۔

بیرم خان کو بیرم خان اسلئے بخشا گیا تھا کہ اسے بہانوں کی غیر معمولی خدمت



اکبر بادشاہ



کی تہیام ہندوستان پر ہالو کو قبضہ دلانے میں کھارے نمایاں کئے تھے  
پھر اُسے گہرے کا اقتدار کو قائم کرنے اور سلطنت پر قبضہ پھیل سکتے رہا یہ غیر  
معمولی سودی تھی بیرم خان کی خدمات کو دیکھتے ہوئے وہ ہر طرف اس کا ستی  
تھا کہ سلیم کو کیسا قہر کی شادی کی جاتی اور وہ بادشاہ کی بیٹی کا شوہر بنتا۔

بیرم خان نہایت دانشمند اور ہوشیار آدمی تھا اسے اپنی دانائی و فادری  
اور ہیکسنتی کی بدولت اس کی سلطنت میں خاص اعزاز حاصل کر لیا تھا اور پہلا  
بم عصروں کو پیچھے چھوڑ کر صف اول میں جا کر حاصل کر لی تھی سلیم کو بھی نہایت  
ہوشیار اور سمجھدار تھی تعلیم یافتہ تھی اور شاعری لیکن صفات و کمالات کے اعتبار  
سے بیرم خان کے مقابلہ میں دوسرا درجہ رکھتی تھی بیرم خان سلیم کیلئے سوزوں  
تھا اور سلیم بیرم خان کے لئے۔

## دوسری فصل

خضر خواجہ خاں اور گلبدن ٹیم

خضر خواجہ خاں مشہور میں ہالو کے ساتھ گیا تھا اکبر نے مشہور کے  
آغاز میں اسکو لاہور کا گورنر مقرر کیا اور سکند افغان کی سرکوبی فرمایا  
اس نامہ میں خود کو بہر و قتال سے عرووف کا دل تھا خضر خواجہ خاں نے سکند  
افغان سے مقابلہ کیا لیکن اس کو شکست ہوئی۔

خضر خواجہ خاں کوئی اچھا سپاہی نہ تھا اور اب سے پہلے اسکو کبھی کسی ذمہ  
داری کے کام پر بھی مقرر نہیں کیا گیا تھا اس کے اعزاز کا کوئی وجہ تھی  
تو صرف یہ کہ وہ ہالو کی بہن اور اکبر کی بی بی گلبدن ٹیم کا شوہر تھا اور اسی حیثیت  
سے اُس کا ذکر تذکرہ میں آتا ہے۔

وہ دانی کے منسوب ہونے کو وہ کہہ نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس کا  
 دربار میں حاضر رہنا ممکن نہ تھا ایک مرتبہ نضر خواجہ خاں نے اکبر کی خدمت  
 میں نضر کے طور پر چند گہڑے بھی پیش کئے تھے <sup>۳۳</sup> اس میں اس نے اکبر کی عزت  
 کے ایام میں اکبر کی بیٹہ عموں خدمت کی تھی جب کہ وہ نجی ہو کر صاحب فہم  
 نضر کو جو خان کو دربار سے ایک اعلیٰ فوجی منصب عطا ہو گیا تھا اور کچھ  
 عہد کے سکوا میر الامار کا منصب بھی مل گیا تھا کیونکہ اکبر نے ملی فضل  
 نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ حقیقت میں کئی سہے کہ منصب روئی بہت  
 میں نضر خواجہ خان کا دربار میں نہ تھا اور وہ جتنی بڑی مناصب رکھتا تھا۔  
 شاہزادی گلہزن بیگم شاہی خاندان کی نو بہن کے ساتھ عہدہ میں  
 بند وستان بنی تھی لیکن اس وقت سے عہدہ تک جب کہ وہ کوہنہ کو  
 لگی کے اس کے حالات کا پتہ نہیں چلتا درندہ ان لوگوں کا کوئی ذکر تاریخ میں پایا جاتا  
 ہے جو کئی ذات خاص سے تعلق رکھتے ہیں حالانکہ یہ واقعات خاص دلچسپی  
 رکھتے ہیں۔

## تیسری فصل

ہرم خان کا زوال اور باہم کا اقتدار

ہرم خان نے ہالہ نے ساتھ ہرم خان کی وفاداری کے واقعات کا  
 اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا جو کچھ یقیناً انہوں نے وہ دو بھی دیکھا ہوگا جبکہ ہرم  
 خان کا نام اکیس سلطنت کی فہرست میں سے بحال کیا گیا تھا اور وہ تفرل کو  
 انتہائی درجہ پہنچ گیا تھا۔

اکبر کی ماں جہدہ گیم ہرم خان کے اقتدار کے زوال کا باعث ہوئی جس سے  
 وہ کسی طرح اکیلے نہیں کر سکتی نیز کچھ نامداد ہرم خان اور شہاب الدین احمد شہلاوی بھی

اس معاملہ میں شریک تھے آخر انہ کو وہی کام کو دیا گیا تھا اسی نے قافلوں کا کاروبار  
 کیا وہ جس میں کچھ شامل تھا ہم نے اس سے چل کر وہ کر کے وہی میں اپنے اثر  
 کے تحت کر لیا تھا یہاں پہلے ہی کے مشورے سے قافلوں کا کاروبار ہوا تھا  
 تاہم انہ کو یہ بلا بھیجی گئی تھی کہ ان کو کچھ خاص اس معاملہ میں شریک نہ ہو  
 نہیں ہوتا یہ وہ شخص جس نے شہر کے ایک خاص نمبر کی تھی اور  
 بہت خدمت شہر کی بدولت تھیں یہی کچھ منصب تک پہنچ گیا تھا اس کا  
 بھوٹا بھائی وہ اگرچہ شہر میں نہیں رہتا تھا لیکن اس نے بھی وہی ترقی حاصل کی  
 تھی اور میں نے اس کے بعد وہ تک پہنچ گیا تھا اسکی روش پر کل مال بھی قریب  
 ملے اسکی مال ذاتی و قریبی امراء کے خلاف رہ کر پکائی میں مشغول رہتی تھی باہر  
 بھی اپنے ممالکوں کے خلاف ہر وقت تیار رہتا تھا۔

تاہم انہ باقی خزانہ کی مال کی نسبت فارس کے بہت سے  
 موضعین نے اپنی رائے کا اظہار کیا اب وہ ان کے بنائے ہوئے پورے ممالکوں نے  
 اپنی بہت کچھ لکھا لیکن ابو الفضل اس کو پکڑ کر لے گیا کہ لکھا کہ ابو الفضل  
 ابو الفضل کی رائے اس کے واسطے اس وقت کو دیکر دے جو بد و فیہ ہو کر  
 نے اس کے پرانی سلسلہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا یہ عورت نہ پر خاں کو کہ  
 کی تھی تھی یہ ممالکوں کا وفادار ملازم تھا۔

واقعیہ یہ کہ تاہم انہ نے کچھ کی تربیت میں عزیز مولیٰ حاصل کیا تھا اور  
 وہ آخری دم تک کہتے اپنے بیٹوں نے زیادہ محبت کرتی تھی اس اعتبار سے  
 وہ ضرور ترقی کی تھی لیکن کسی حد میں اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ  
 وہ اسے چھوٹے بیٹے اور کوفہ میں طبعاً چاہتی تھی اس کے جراثیم بہت دور  
 ذاتی اور ہر وقت اس کی ترقی و کامیابی کی تدبیروں میں مصروف رہتی تھی لیکن

بٹے بیشک وہ پر جانی نہ کرتی تھی۔

تفسیر لکھتا ہے کہ ماہم اناغہ اپنے چھوٹے بیٹے بد قوائی بننے میں اس  
سلسلہ میں بہت سے ایسے واقعات کہے ہیں جن سے ظاہر ہو گیا کہ معمولی  
معاملات اسکے ساتھ میں تھے اور ان کا تفسیر ہی کرتی تھی لیکن حقیقت یہ ہے  
کہ اسکی ذات میں کوئی خاص خوبی نہ تھی وہ عقل مند اور بے شیاری نہ تھی صرف اس میں  
یہ خوبی تھی کہ وہ ایک سے زیادہ معنی نہت کرتی تھی اور یہی وجہ کے اقتدار کی جتنی ممکن  
تھ کہ عہدہ بالذکر کے اسکے تعلقات کی زیادتی کا سبب ہو۔

صاحب لطیفات لکھتا ہے کہ یہ مرخان کی وفات کے ایک سال بعد  
ماہم اناغہ کے چھوٹے بیٹے ادم نے درباری امراء میں غیر معمولی اقتدار اور سونے  
مائل کر لیا تھا۔ اسکو ملکہ میں باندھ دیا سو کے مقابلہ میں لایا اور وہاں اسنے  
سخت ظلم و ستم کے واقعات سے جو نہت کر دیا ہوئے ہیں ان کی ثابت ہوتا ہے کہ  
باز بہادر ایسے عمال کے قابو میں اگر کسی کو کاہیل ہو سکتی تھی تو وہ یہ مرخان تھیں  
ہی ہو سکتا تھا۔

اس زمانہ میں ماہم اناغہ گویا ہندوستان کی سلطنت کی ذمہ داری ہوئی تھی  
اور اسی کا شلہ سے شمر خان کو خان خانان کا خطاب عطا ہوا تھا اس کا بلی  
منشیہ تھا کہ شمر خان کو در عظم بنا دیا جائے چنانچہ اس پر اسنے اپنی ساری کوششیں  
صرف کر دی تھیں۔

ادیم نے باز بہادر سے مقابلہ کیا اور اسکو شکست دی اور وہ سارے بھگپور  
سے ہٹا کر ابراہیم کے ہٹا کر جانیکے بعد ادم نے ہندوستان کے سوا کر کے چھوٹے  
جاری کی کہ باز بہادر کے خاندان والوں کو تہ تیغ کر دیا جائے چنانچہ اسکے خاندان کے بہت لوگوں کو مار  
ڈالا گیا اور بہت زخمی ہوئے آخر لوگوں نے دربار میں لے کر اسکو لے گیا اور اسکی کھال دی



کوک مئی۔

بکریونی کہتا ہے کہ ابوہریرہؓ کے ساتھیوں نے کشت و خون کا بازار گرم کیا۔ یہ مہرِ زمان جس نے اس ناکس موت کو جتنی ٹھہرے دیکھا ہے کہ ہے کہ ابوہریرہؓ کے ساتھیوں نے مخلوق خدا کو کھیسے لگوئی کی طرح کھسے ڈالا۔ اہل خانہ بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑبڑ کے ہمارے ہمارے کے بعد بے دینہ اسکو یہ استعمال کیا گیا تھا۔ سب دن قاتلوں نے پوچھا تھا کہ تم نے جو کچھ کیا ہے کہنا تھا۔ انصاف اور قیامت بڑی ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ آخر اتنے قیامت ساتھ اور کیا کیا جا سکتا تھا۔

اس کشت و خون میں ہر لوگ زخمی ہوئے تھے اس میں ایک کمال مظلوم و ستمی بھی تھی جو اپنے خدا داد سن اور شہری کے سبب ہندوستان میں خاص شہرت پہنچی۔

روپ متی اپنے نام سے ہندو عورت عوام پہنچتی ہے اس کو باہر جاوڑ کے اشارہ سے بھی کیا گیا تھا۔ آخر اسقدر سخت اور کاری قتال وہ زمین سے مایوس ہوئی تھی اور مرنے لگی۔ شوہر دیا کہ وہ اپنے مالک کے پاس جلی جلنے سے اس مشورہ کو قبول کر لیا اور غصہ کی مہم بھی کرائی لیکن چھ اسکا ارادہ بدل گیا اس نے اہم ہی کے پاس پہنچا یا اور اہم کے ایفائے عہد کا وعدہ لینا چاہا اور اہم نے صاف الفاظ میں اس سے بے رحمانہ سلوک کے ساتھ بحیثیت ایک لونڈی کے رہنا پڑھکا۔ پھر جب اہم اسے گھر میں داخل ہوا اور اسکی چادر کو ہٹا کر اسکی چہرہ پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ اسے خودکشی کر لی ہے۔

غالباً مردوں کے خیل میں روپ متی کی زندگی یک ذلیل زندگی تھی وہ دنیا میں گناہ کرنے کے لئے پیدا ہوئی تھی اسنے اپنی فطرت کے مطابق اپنی

زنگ بسک اور سانی عمر گناہ میں مبتلا رہی وہ نہایت برجی سین چیل مٹی  
ہاں اتنی زمین کہ سکون کا جو کہ پاس جلی بہتی تھی پھر وہ اترتا اور جلی ہو شیار  
بلکال بقصد اوقاف شدہ ہوئی تھی۔

اور چنانکہ کو بہرہ دہ کے جہاگ بہتیکہ بہت سامان قیمت ملا لیکن  
اس نے بادشاہ کے حاکم کو روٹکی ہو رہے تھے پاس کہ وہ یہ صرف یہی نہیں کیا بلکہ  
فتح حاصل کر لینا بعد اپنے آپ کو بادشاہ کا نائب ہو کر خود مختار بنی جہاں اس کی  
ان نا امانیہ سرکات سے اکثر کا شتمن چھٹا تھا بجائے اب تھا وہ فوراً سا نکلیں  
کی حساب بڑھا اور انہماک سے ہو کر یہاں نہیں آیا میں ماہم مانٹنے اپنے بیٹے  
ایکے نے مٹی بھیجی تھی اگر اسے اس قاصد کو راستہ میں چھوڑا اور خود اوجہ کے پاس  
بہت کچھ ہوا مانا اگر کی روٹکی کا حال سن کر خود ہی ہتھ پڑی اور دوسرے دن وہاں پہنچ  
گئی اور مال قیمت بے قصہ کر کے ایک بعد اسے تمام حمایت کو سلجھا اور اپنے بیٹے کو  
سے جو تھا اگر کے واپس بھیج دیا اس کو صاف کر دیا اور وہ دارالاسطفت کو واپس ہو گیا۔

کچھ دنوں کے بعد ہی میں تھا اور چھوڑا وہ قاصد ملے نہیں کیا تھا کما سکیہ خبر  
مٹی کہ ماہم نے دو فہدی غور بن کر دے غری کی ہے فوراً اسے ان عورتوں کو اپنے  
پڑاؤ میں طلب کیا اور جب وہ یہاں پہنچ گئیں تو ماہم نے ان کو اس خیال سے  
قتل کر دیا کہ وہ کسی سے اپنی آبروریزی کا واقف بیان نہ کر سکیں۔

## چوتھی فصل

ماہم کے اقتدار کا خاتمہ  
اگر کئی سال ہی میں ماہم کے اثر و اقتدار میں بسر کے پھر نے اپنی دماغی  
طاقت سے کام لیا اور اثر و اقتدار کے جال سے نکل کر کوشش شروع کر دیا

ایسا کہ کوڑو کو کسے پہنوں سے پاک و صاف کر سہ جو کہ ماہم کی بدولت  
لگ چکے تھے۔

انیس سال تک ہمیں کہہ رہی تھی کہ ہم سے مخالفت کا آغاز کیا یہ وہ  
زمانہ تھا جبکہ ہم نے اکبر کی شخصیت اور علیہ سکومت کی پہاڑی کو پور سامان لگا  
کر لیا تھا اکبر نے قیدی عورت کو قتل کر دیا ہے ہم میں گریہ و بھوک کوئی نہ نہیں  
دی لیکن اس کی اور اس کے بیٹوں کی ساری عاقبتیں سلب کر دیں اور ان کو بے  
دست و پا کر دیا گیا اور ان کو جو سکا ماہ و زار سے عظمیٰ کا منہ بند کر دیا جی ہاں  
منہ بند ہو کر کے اپنے سر پہ مس الدین احمد بن لوی کو ذرا غلیمہ مقرر  
کر دیا۔ یہ شخص اگرچہ نہ نوازدہ تھا لیکن نہایت ہوشیار اور دانشمند شخص تھا۔

دوسرا قلعہ جس میں ماہر نامہ اور اس کے لڑکے چھوڑ گئے تھے انہی چھوڑ گئے  
ہیں اور جس سے ایک نہایت ننھا لڑکہ واقعہ ہو کر شہر بھرتی ہے بلکہ یوں کہنا  
چاہیے کہ جس کو غلیہ خاندان کی بنیاد منہ اول ہو جاتی ہے مس الدین ذرا غلیمہ کے  
قتل کا واقعہ ہے ۱۷ مئی ۱۵۵۷ء کو اس الدین دہا نامہ میں احمد بن و سکون  
سے بنجا ہوا تھا کہ اہم دہا میں داخل ہوتا اور شمس الدین کو مارا اتنا ہے موزین  
کا بیان ہے کہ اہم شمس الدین کو قتل کر کے اہم شاہی کے دروازہ کو بھرتی تھی سے  
ہار جاتا تھا کہ رستہ میں وہ اکبر سے دوچار ہوا وہاں پر ہم کو نہایت نفرت تھی کہہ  
اکبر نے اس کی خیرات اور جو نہ تھی کا جواب نہ بن کے بجائے اپنے ہاتھ سے  
دیا اور اس روز سے ایک گونسہ دیکھ رہی تھی کہ شمس الدین کی حالت میں اکبر کے  
حکم سے اس کی نامہ لڑنگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

ماہم نامہ کا اس کے بیشک موت کی اطلاع سے پہلے ہی منہ بند اکبر نے  
دی تا چنا سکو مخاطب کر کے فرمایا کہ ماہم ہم نے تیرے لڑکے کو قتل کر دیا ہے ہاں

محمد مصطفیٰ زید الدلی سے یلہ لگتی کہہ کے اس زبردست گھونٹے ہم کا دل چلا دیا  
اولے اپنے ہاتھ میں شمشیر لے کے اپنے منصوبہ یعنی قذات اور اپنے لوگوں کے  
شعلین بانسے سے سب قتل کر دیے۔

پس اپنی کتاب کے اوپر سے ہاتھوں کا کھانا ہب ماہ کے سامنے لایا گیا  
تو شیعہ غم سے اس کی رونہ و زگرانی۔ ماں اور بیٹا دونوں ایک جگہ دفن میں  
اکبر نے خود اپنے آپ کو نہیں اپنی دایہ کے جنازہ کو کاندھا دیا جس سے وہاں ہر ہوتا کہ اکبر کو  
اپنی دایہ سے غیر مولیٰ محبت تھی۔

اس واقعہ کے چند سال بعد فاطمہ شہابی میں ماجہ چھک کے متعلق  
وہشت آئیں نہیں مچول ہوئیں ماجہ چھک کدلی میں تھی اور قذات سے سمجھ دیا  
یہ کہ کابل آئے پندرہ سالہ میں بجایں نے اس سے شادی کی تھی یہ کوئی فاطمہ  
عورت نہ تھی اس کو یحییٰ کا خطاب غالباً اس وقت دیا ہو گا جبکہ اس کے بطن سے  
بالیوں کا لڑکا محمد علی پیدا ہوا تھا۔

بجایوں کے ۵۵۰ سال میں ۵۵۰ سال تک کے چند سال بچہ محمد کو کابل کا گورنر مقرر کیا  
تھا جبکہ گورانی محمد خان کے سپہ رشتی چہر ۱۵۷۳ء میں اکبر نے اس منصب پر فائز  
کو متعلق طوہرہ ملو کر دیا اس کے بعد ۱۵۹۱ء میں جب محمد خان دیباہ میں ماضی  
کے لئے کابل سے روانہ ہوا تو اس نے اپنے لڑکے غنی کو اپنا جانشین بنا کر کابل میں  
چھوڑ دیا غنی نے تو پشور شملی خا اور نہ وال شہنشاہت داں ایک روز وہ فائز  
پر تفریح کے لئے کابل سے باہر گیا تھا کہ ماجہ چھک یحییٰ نے اس کو روک دیا اور کابل  
کے اندر داخل نہ ہونے دیا اور مجبور ہو کر وہ ہندوستان چلا گیا۔

غنی کے ہندوستان چلا جانے پر ماجہ چھک یحییٰ نے اپنے لڑکے محمد  
کو کابل کا گورنر مقرر کر کے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی یحییٰ نے اپنی امانت کیلئے

تین آدمی تھوڑے تھے جن میں سے دو کا خاتمہ تو خود اس نے اپنے حکم سے کر دیا اور  
اترے سے نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

کاہن کے اس انقلاب کی خبر سید کبر اور خاندان شاہی کی تمام خواتین  
نے سنی ہو گئی اور یقین کبر نے معاملات کو سمجھانے کیلئے خیم خاں کو کہاں بھیجا  
اصفا آباد چھک سے خیم خاں کا مقابلہ لعل آباد میں ہوا ہونگا اس مقابلہ میں  
خیم خاں کی شکست فاش ہوئی اور اس نے سرزمین کاہن سے بھاگ کر ہندوستان  
کی لعل آباد اس واقعہ کے بعد ماہ چھک نے اپنے تیسرے شیر کو بھی قتل کر دیا اور ایک  
اور آدمی کو شیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ شادی ہی کر لی اس شخص کا نام حیدر قاسم  
کوہ بر تھا اور چھک نے جو کاہن میں جو انقلاب پیدا کیا اتفاق ضرور تھوڑے دن  
سلسلہ آئندہ کے وسط تک جاری رہا یعنی اس وقت تک ماہ چھک کاہن پر  
تصرف ہی جب تک کہ ابوالعلی آجی بدین کا نہ ہوا۔

ابوالعلی کون تھا ہم اس وقت بدین کے گذشتہ تاریخی حالات پر رفتی  
والا نہیں جانتے۔ اس کی غلطیوں کشت و خون، سزائیں اور زیارت مقامات  
مقدس کے سفر وغیرہ وغیرہ یہ تمام واقعات مستند ہو رہے ہیں کہ ان کی موجودگی  
میں ان کی شخصیت بدلتا کر نامزدی نہیں یہ حال میں کاہن سے دو آدمی کو قتل کر کے  
ہندوستان یا قتل اور ہندوستان کے کدوں کی حکمران بن کر چھک کو ایک خط  
لکھا تھا جس میں ظاہر کیا تھا کہ وہ ہوا بچہ دفا اور جان نثار رہا ہے اور ہمیشہ اسے  
ایک مسکن ہے بلکہ اس کے الفاظ پر اعتماد کر لیا اور سلوک کاہن بالبابہ فدی نہیں  
بلکہ اس لہجے میں خود انسانی شادی بھی کر دی اور حکومت کے اختیار پر بھی حوصلے  
کر دیے

اس واقعہ پر زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا کہ ابوالعلی نے علم بغاوت بلند کر دیا اور چھک

کی زندگی کا خاتمہ اپنے خیمہ سے کیا اور حیدر قائم اس کے شوہر کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا اور بیٹا دیوں آجیوں کو ہمارے چپک کے خیر خواہ نے قتل کر کے کانیں کی ٹہرہ تہ میں خون کے دریا بجا دیئے۔

آجیو چپک کے بیٹے محمد بیگم نے اس بغاوت کی اطلاع سلیمان اور حمید کو دی اور مدد کی التجا کی حرم نے اعانت کا وعدہ کر لیا اور بد نشان سے امدادی لشکر روانہ کر دیا جیل و سہارے کوہ کوٹھری سے عبور کر کے وادی غور بندہ میں ابوالفضل سے مقابلہ کیا اور شکست دیکر اسکو گرفتار کر لیا پھر اسکی شکلیں باندھ کر شہزادہ محمد بیگم کے پاس اسکو بھیج دیا اور محمد بیگم نے حکو ما لہ ابوالفضل اور اہل دیوڑوں نے حرم خان کے اقتدار کے زوال میں حصہ لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو جو اقتدار نصیب ہوا تھا قدرت تناس سے ان کو زیادہ نصیب نہ پہنچے دیا اور وہ نامراد دنیا سے نصحت ہو گئے۔

ابوالفضل کے قتل کروئے جانے کے بعد سلیمان نے ایک لڑکی سے محمد بیگم کی شادی کر دی اور کابل کا کچھ حصہ اپنے لگوں کے لئے عطا کر دیا کے بعد وہ قلعہ ظفر کو چلا گیا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد کابل دیوں نے مہاراجت دھاکے الوام ہر سلیمان کے آجیو کو کابل سے باہر نکال دیا اور اسکو قلعہ قبا کے کابل دیوں کی سرکوبی کے لئے سلیمان کو بھجوا دیا۔ لشکر جہاںگیر نے کابل سے صرف ہوا اور محمد بیگم بھاگ کر ہندوستان پہنچا اور اپنے بڑے کبر سے بہت کچھ منت سماجت کی اگر نہ سلیمان کو کابل پر وہ لشکر کابل سے ہٹا کر لجاوے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

اس مقدمہ حرم کے کچھ فروری ملاقات کا انداز نامناسب نہ ہوگا آخری ایام میں حرم بیگم سے سلیمان کے تعلقات کشیدہ ہو گئے تھے کشیدگی کی وجہ یہ تھی کہ سلیمان حرم کے ساتھ اپنی شادی کرنا چاہتا تھا اور حرم کے خلاف غی چنانچہ

حرم نے محترم کی شادی سلیمان کے لڑکے سے کر دی اور ہر ایک اور واقعہ سے وہ اس قدر غافل و غافل ہوئی کہ اس نے سلیمان کو چھوڑ کر کام میں اقامت اختیار کر لی اس وقت کاہل کا گھر زینم خان تھا منہم کے ذریعہ حرم نے اکبر کو اپنی شکایات کہہ بھیجیں جس کے جواب میں اکبر نے منہم خان کو ہدایت کی کہ وہ دربار میں بندہ حکمران معاملہ کو سلجھا دے چنانچہ منہم خان نے حرم بیگم اور سلیمان کے دربار میں صفائی کر لی اور حرم بدحشال جہان پر رضا مند ہو گئی منہم خان اس کے پیچھے نیکے لئے دو تنک گیا جب دروازوں ایک دوسرے سے رخصت ہونے لگے تو حرم اونٹ سے اتر پڑی اور منہم خان کو گھوڑے پر سوار کر کے اس کو نصحت کر دیا رخصت کے وقت حرم بیگم نے منہم خان سے کہا تھا کہ میں تم کو اپنا بھائی خیال کرتی ہوں اور آئندہ کبھی صرف تہائی وجہ سے کامل بدشکر کشتی نہ کروں گی اس کے بعد ہی دونوں کی دینیان کئی مرتبہ اسی قسم کے عہد و پیمان ہوئے لیکن حرم نے اپنے عہد و پیمان کا خیال نہ کیا اور جب اس کو موقع ملا وہ تیل پر لشکر لکھ پڑنے دھڑی چنانچہ <sup>۱۵۶۶</sup> شمس حرم نے پھر کامل کا رخ کیا اور چالکی و فریب کاہل بہ تصرف دینے کا ارادہ کر لیا سلیمان کو اس سے محکم کرنا اور قتل کر لینے کے لئے کئی گاہ بدنگاہ دیا۔

سلیمان بشاہ حرم بیگم کی ان کردہ کاریوں کو نا مانا غیب میں اتنا سبک حرم بیگم نے اس کو تیار کر لیا تھا اور اس کے یہ لکھ دیا تھا کہ جو نیک میرا بیٹا اور لایم و بچا ہے اسے میں تم کو اپنا بھائی بنا لوں گی۔

اس کے بعد حرم بدخشان کو واپس چلی گئی اور سلیمان بھی بدخشان کی طرف روانہ ہو گیا اب سلیمان کی قسمت کا فیصلہ بھی سن لیجئے <sup>۱۵۶۷</sup> شمس میں جب کہ وہ گہر کی حفاظت میں تھا لاہور کے اندر راہی ملک حرم نے سلیمان بدخشان پہ اس وقت تک تصرف رہا جب تک کہ اس کے مال پر حرم کی نظر غفلت رہی

اور جب حرجک بھگیاں سے چم گئیں تو بخشش کے اقتدار سے کھل گیا

## پانچویں فصل

اکبر کے مہلوں کی فتنہ بد و بیان

اکبر کی ماں حمیدہ بادشاہ کا بھائی خواجہ منظم نہایت فتنہ پرور شخص تھا  
شاہی خاندان کی خلیفہ کے دربار میں فرار ہو کر آواہد کو دیکھ کر غلاف  
بہرہ کمانے لگا اور اس کو خوب آقا خان بھیم سے یہ شخص من و حق ہوا تھا اور شہر  
مندان میں کوٹ کوٹ کر جہنمی دیوانی کے جراثیم بھی اس کے دماغ میں بدھ  
ہا رہے تھے جنہوں نے اس کی زندگی کے آخری سالوں میں بہت غم پہا لیا تھا  
یہ آرم خان نے اپنے عہد قدرت میں اس کو شہر ہر کر دیا تھا لیکن جب ہرم  
خال کا اقتدار چار بار تو یہ ہر کر ہا شاہی میں داخل ہو گیا اور اس کو جاہ بھی ملی لیکن  
اکبر بھی اس کو بھی نظر سے نہ دیکھتا کیونکہ اس کے ہاتھوں نے قتل کے جرائم کا ہونے  
تھے وہ سب انکی سازش کا نتیجہ تھے اکبر نے اپنی ماں کے کہنے کے جرائم کو معاف  
کر دیا تھا اور اس کی عورتوں سے درگند کرتا رہتا تھا۔

۱۶۷۷ء میں بی بی فاطمہ خواجہ منظم کی خوشنما من اکبر کی خدمت میں حاضر  
ہوئی اور عرض کیا کہ آپ کا مہلوں خواجہ منظم نے اپنی اولاد بیوی را رہہ کو مار ڈالتے  
کی دھمکیاں دیتے ہیں کہ انے فوراً خواجہ منظم کو اغلا دی گئے میں تمہارے گھر آ رہا  
ہوں اور اس کے بعد فوراً ہی اکبر اس کے گھر کے طرف روانہ ہو گیا شاہنشاہ نے اس کے گھر  
میں قدمی رکھا تاکہ اس نے اپنی بیوی کا خنجر سے کام تمام کر دیا اور جملہ اگر خنجر کو  
اس طرح اکبر کے طرف پھینکا جس کی نظر پہنچا تھا کہ وہ خاندان شاہی کو مقابلہ کی دعوت  
دے رہا ہے۔



ابو افضل کا بیان ہے کہ زہرہ کو غسل کر کے خواہ مخواہ منہ پر کے اندر کو دیا  
لیکن ڈوبا نہیں۔

نظام الدین احمد کہتا ہے کہ وہ غسل کے بعد بادشاہ کے حکم سے اسکو  
خوب دیا گیا اور وہاں میں غوطے دیئے گئے اور پھر اسکو قید خانہ میں بند کر دیا گیا  
اور وہ قیدی کی حالت میں گویا اس کے قید خانے کے اندر مر گیا۔

## چھٹی فصل

نابیدہ بیگم

۱۷۵۷ء میں ایک اور قدیم شناسا نابیدہ بیگم کا واقعہ سامنے آتا ہے جس پر  
شاہزادی گھنیم بیگم محض اسوجے بہرہ من حق کاس کا باپ سید تقی کا  
سوتیلے باپ تھانا سید تقی کا مہاجر چوچک ارغون کی لڑکی تھی مہاجر چوچک گھنیم کا  
کی بیوی نہ تھی بلکہ اس کی ہنس نام سے بہرہ دونوں عورتیں ارغون خاندان کی اور ہم  
عہد میں مہاجر چوچک مہاسید کی ماں نے تیسری شادی محب علی نظام الدین خلیفہ  
نظام کے بیٹے کی تھی جو اس کے ایک اعلیٰ منصب پر مرفوز تھا لیکن اب  
سپاہیانہ زندگی سے کٹ کر کش ہو گیا تھا اب نابیدہ کی ماں شہابیہ کے دن گزار  
ہی تھی اس کے آخری شوہر کا لڑکا محمد بنی ترکمان ارغون نہ تھے کا حکمران تھا لیکن  
اپنی ماں کی خبر نہ لیتا تھا نابیدہ غلطی میں اپنی ماں سے ملنے لگی اور غالباً باقی کو لوگوں سے  
متعلق ہو گا کہ نابیدہ صرف بیٹی نہیں آئی ہے بلکہ اس کا آنکسی اور بات بھی ہے  
لوگوں نے اس مشورے سے متاثر ہو کر اپنی نے مہاجر چوچک کو قید کر دیا اور نابیدہ سے  
ایسا پڑاوت ہو گیا کہ اس کو وہاں سے ہٹا کر کہہ کہ وہاں سے پناہ لینے پر مجبور ہو کر پناہ  
کہہ کے حضور میں حاضر ہوئی پھر پوچھ پوچھ کر وہی اولاد بنی غلیہوں کا اعتراف

کے کہہ میں نے ہائی کے اس بتاؤ کا سلطان محمود ہجری سے بھی ذکر کیا تھا جس کے باب میں محمود نے میرے سامنے عجیب و غریب کی کہ تم شہر ہجری کے وہاں تہاری مدد کو چکا کے بعدناہید نے کہے عنس کیا کہ آپ بھی میری مدد کریں۔

اکبر کی غائبی کا قبول کر لیا مہ علی کو بلا لیا گیا اور ایک فنکار کی تہی میں دیکر نہایت کے ساتھ اسکو روانہ کیا اس شکر کے ساتھ مہ علی کی بیوی صاحبہ اور لڑکا بھی قواء تک بالی سے جنگ ہوتی ہی سکینا بیس کا مقصد لہا ہوا آخر مہ علیس ہجرنا بیس احمد شاہی کے خلاف کیا ہوئی شہر و شکر دی اور اس میں ہی اسے لکھی ہوئی مہ علی نے ایک رسم وہ شہر قبضہ کر لیا لیکن ناہید کے تعلق علوم نہیں بلکہ لے مایوس ہو کر کیا کیا ممکن ہو گا وہ کہہ کے یہاں میں حاضر ہوئی ہوا اسکو معلوم مل گئی ہو اور میرا نے اپنی زندگی کو خاموشی کے ساتھ گزار دیا ہو

## ساتویں فصل

گھمبہن گھمبہن کو سوائی اور دہلی

گھمبہن گھمبہن کی زندگی کا وہ بہت سا زمانہ جس کے واقعات سے تا اپنی اوراق خالی ہیں۔ غالباً ایک بادشاہ کی بہن ایک بادشاہ کی بیوی ایک شوہر کی بیوی اور بچوں کی ماں کی حیثیت آرام و سکون کے ساتھ بسر کیا ہو گا وہ علوم و فنون کی دلدادہ تھی اس لئے کتابوں کے مطالعہ اور شاعری میں اس نے طمانیت کیساتھ ایام گزارے ہوں۔ سیاست بھی اسکو کچھ پس تھی اس لئے اسے بیرونی خبروں اور مہمونی اطلاعات حکومت کے نظم و نسق اور تفریبات سمجھنے اور دیکھنے ہوں گے اور انہر لئے قائم کی ہوگی اور اسکو اس امر کی بھی توقع ملا ہو گا کہ وہ شاہی خاندان

کی خواتین کے ساتھ ہندوستان کے شہر و کھانگوں اور سرکاری شہروں کیساتھ  
جائے اور اس سلسلہ میں اُسے ہندوستان کے حلقے کافی معلومات حاصل کی  
ہوئی۔ اکبر کے عہد میں گلبدن کے ایک سفرِ کامل تاریخوں میں پایا جاتا ہے  
ایک شاہی لشکر کے ساتھ ملحق ہو کر اس کا خیمہ عہدہ بالو بگم کے خیمہ کے قریب  
تھا جس نے غالباً شاہنشاہ اکبر کا خیمہ بھی زیادہ دور نہ ہو گا۔ ہندوستان کے  
اُن رسوم و رواج کو بھی دیکھا ہو گا جو ہندوؤں میں رائج تھے خصوصاً سنی کی مذہب  
کو اور پھر اُسے راجپوتوں کے متعلق بھی سنا ہو گا کہ وہ اپنی عت و حرمت کے  
کس قدر محافظ تھے۔ ان کی عورتیں قید ہو جانے کے مقابلہ میں جان ویدینا  
بہتر خیال کرتی تھیں اور شوہر اپنی بیویوں کو اپنے ہاتھ سے لٹا کر زیادہ بہتر سمجھتے تھے  
اس کے مقابلہ میں کہ وہ فتنہ قوم کے ہاتھ میں بند جائیں۔

اکبر کے عہد میں گلبدن نے صوم شاہی میں اُن ہندو عورتوں کو بھی دیکھا  
ہو گا جو شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور اس نے ہندوؤں کی مباشرت  
کا علم بھی اس کو ہوا ہو گا۔ گلبدن حکیم نور الدین بدست عورتوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے  
کا وہ حکیم ہی تھا جو اس سلسلہ میں اس کو بدست سنی نئی باتیں معلوم ہوئی ہوگی  
ہندو خواتین سے اس کو یہ معلوم ہو کر بعد خوشی ہوئی ہوگی کہ مقامات  
مقدس کی زیارت کا بند نہیں ملتا عام مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ سب طرح  
ہندوؤں میں ایسی ہی اولیائے خدا کے مقامات مقدسہ جاتے کہ پختہ ارادہ  
کر لیا ہو گا۔

تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ گلبدن حکیم علیہ السلام میں کہہ سکتا کہ وہ ہندی شاہنشاہی  
اکبر کو اپنی عورتوں کی مخالفت کو اپنے ملحق راجا کی ماکمل شاہی مرض کے خلاف  
ہی گلبدن حکیم نے اس خیال سے کہ خود شاہنشاہ اس مقدس سفر کا ارادہ کرتے

میں روٹکی میں تاجپہ بھی کام لیا لیکن شہنشاہ اکبر سے بارہ نہ مل سکے وہ  
جی کے چند آدمیوں سے اس پر باندھ کر اپنی بیوی بگمہن بیگم کے ساتھ روانہ ہوئے  
تھے لیکن تھوڑی دیر میں ان کا حرام توڑنا پڑا اور وہ واپس چلے آئے۔

اگر اگرچہ خدا اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے نہ جاسکا تھا لیکن اپنی طرف سے  
اسے متعدد آدمیوں کو روانہ کر دیا تھا اور ان کے مصارف کے لئے کراۓ قدرتوں  
اپنی جیب خاص سے ادائی نہیں وہ ہر سال ایک سالہ قافلہ لکرائی میں جانے  
ایک تعداد روانہ کرتا اور قیمتی ہریا و تحائف روانہ کیا تھا۔

بگمہن بیگم جس قافلہ میں روانہ ہوئی تھی اس کا سردار سلطان خواجہ تھا جسکو  
اکبر نے دوسرے ہریا و تحائف کے علاوہ بارہ ہزار طلعت فاجرہ بھی دیئے تھے  
فریضہ کی ادائیگی کے بعد سلطان خواجہ جیب واپس پہنچے تو بگمہن بیگم کو اپنے  
ساتھ نہیں لایا بلکہ مغلربی میں چھوڑ آیا سلطان خواجہ کے بعد قافلہ کی سلامتی  
کا فرض خواجہ جیب کے سپرد ہوا۔

تاکہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے، کہ بگمہن بیگم کو مکر مغلرب جانے کی اجازت  
کیونکر ملی اور اکبر نے اپنی عزیز و وراثت مند بیوی کی مفارقت کیونکر کھانا کرنا ممکن ہو کر  
اس کا سبب بگمہن بیگم کا بڑا پایا ہوا سوقت بگمہن کی عمر پچاس سال سے  
نیا دہ ہونے لگی تھی اور بیگی تہ تہوں اور عیش و سرور سے اس کا دل بھر چکا ہو گا اور  
مکمل جذبات مٹ گئے ہوں گے اور اس کی مذہبی عقیدت نے اس کو سفر شہر  
آبادہ کر دیا ہو گا ایسی حالت میں اس کو روکنا غالباً کسی طرح مناسب نہیں تھا۔  
ابو الفضل نے ان خواص خواتین کے نام بھی لکھے ہیں جو بگمہن کیساتھ  
جگہ لگی تھیں ان سب کو شہنشاہ اکبر نے اپنی جیب خاص سے تمام مصارف  
سفر عطا کئے تھے ان میں ہرم خان کی بیوہ سلطان سلیم بیگم بھی تھی جس سے اکبر نے

شادی کر لی تھی ایک اور فالون سلطانہ تھی جو اکبر کے چچا عسکری کی بیوہ تھی جس نے  
اکبر کی تربیت اور نگرانی میں کہنی حصہ لیا تھا گھبن کی دو بیویاں کامران کی  
لوکیاں ہی اس قافلہ میں شامل تھیں اور حامی بیگم اور گرنہ بیگم بھی شریک تھیں  
ملی بیگم کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ چچا ان کا دوسرا چچا ہو گا اسے پہلا چچا اس  
کیا ہو گا جب اس کا باپ عیسیٰ بن تھا ان دونوں بیگموں کو چچا کی سعادت کے  
ساتھ بہشت فی راصل جہاں ہو گا کہ وہ اپنے والد اور ماہ چوپک کی قبروں پر  
فاتحہ پڑھیں۔

گھبن بیگم کی ایک بیوی ام کلثوم بھی اس کے ساتھ تھی والد کی گھبن عورت بھی  
تھی جس کا نام کلن پہرہ تھا یہ عورت ۱۵۷۱ء میں شاہجہاں اپنے باپ کی خدمت میں  
بیماری تھی اس کی عداوت بہت زیادہ تھی گھبن بیگم سے بھی زیادہ لیکن اسکی  
صحت ابھی اچھی تھی بلکہ ایک اور غلو جو ہمالیہ کے نائز میں بھی خاوند بیگم  
اس سفر میں شامل تھی جسکی شادی نعم خان کے ساتھ ہوئی تھی اسوقت بہرہ  
تھی اور قصہ گوئی اور شعر خوانی بہرہ اور بی بی صفیلہ و شاہ آغا بھی اس قافلہ میں  
تھیں یہ بھی ہمالیہ کی باتیں ہیں۔

ابو الفضل کا بیان ہے کہ دارالکتب ۱۵۷۱ء میں اس قافلہ کے سیکری میں شمع  
بھسنے کا حکم دربارت صلاوہ ہوا تھا اور یہی روایت کی تاریخ تھی لیکن قافلہ مقررہ  
تاریخ سے پہلے ہی روانہ ہو گیا کیونکہ خدشہ تھی کہ ساتھ سفر نہیں کر سکتی تھیں  
عام طوبہ قافلہ کی روایتی کو یہ مسئلہ تھا کہ دسویں مہینے (شوال)  
میں عازمان آگرہ سے روانہ ہو جایا کرتے تھے لیکن یہ قافلہ عام بستیور کے  
خلاف ساتویں مہینے (شعبان) ہی میں آگرہ سے روانہ ہو گیا تھا۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ اکبر کا دوسرا چچا کامران خاتون کے ساتھ مسند

کے کناسے تک گیا تھا اور شہزادہ سلیم نے انکی واپسی پر سائل سے بھی ہاتھ  
ایک منسل بہار گریڈ کا دوش لکھی تھی۔

گلبین ہیکم کی موت سے شہزادہ محمد اسعد سے آگاہ واپس بھیج دیا گیا  
ہو امر کستور جہ تہا گریڈ کہ اس زمانہ میں سلیم اور مراد کی عیوش پائی اور چار سال  
کی قیاس اس قافلہ کے ذمہ دلا افسروں میں ایک محمد بانی کو کہ تھا اور دو ساراوی  
خان موخر الذکر شخص غالباً ہمارے تو چنانچہ کا افسر ہی رہا ہے۔

یہ تحقیقت کس قدر افسوس ناک ہو کہ شہزادی گلبین ہیکم نے اپنے اس بہار  
سفر کے حالات قلمبند نہیں فرمائے یہ سفر یقیناً نہایت دلچسپ ہو گیا اور اس کے  
واقعات ہی نہایت دلچسپ ہوں گے اگرچہ بعض مواقع بڑے کالیف سے بھی دو چار  
ہونے پڑے ہوں گے۔

فاتح نے اتنا ہتہ تو چلتا ہے کہ روانگی سورت کے بندر گاہ سے عمل میں  
آئی تھی لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ سورت جانے کے بعد کون سا راستہ اختیار کیا گیا  
تھا اور بھی حفاظت کی خدمت غالباً قای قوت کے ذمہ بھی چلا ہے مقام سے  
دوسری قوت کے مقام تک قافلہ کو حفاظت سے پہنچا دیتی ہوگی۔

اس زمانہ میں اگرچہ جواہر فریڈیکس کے دربار میں صلح تھی لیکن پھر بھی خواتین  
کو سمندر تک پہنچنے میں ایک مہینہ کی مدت نہ فی ہر مہینہ صاحب اکبر نامہ لکھنؤ  
کہ قافلہ کے بندر گاہ تک پہنچنے میں تاخیر کا سبب فریڈیکس کی گزرتی فوجوں کے  
شور و شر کے سبب خواتین نے ایک کشتی کر لے لی جس کا نام سیلی تھا اس کشتی نے  
پوری رفتار سے مل کر زائربین کے اس چہلے کو پایا جس میں یہ سفر کو خالی تھیں۔  
ایک اور وجہ اس تاخیر کی یہ بیان کرتی ہے کہ عینی سفر کے لئے اس منظر میں  
بدلتا رہا داری کی ضرورت تھی اور خواتین کے اس قافلہ کے روانہ نہ ہاوری کو

موصول نہیں کیا تھا۔ سند پر اس زمانہ میں بنگالیوں کا اقتدار تھا اور انہوں نے  
 قاعدہ مقرر کر رکھا تھا کہ جب تک محصول ادا کر کے ہر واٹہ راہداری کو حاصل نہ  
 کر لیا جائے جہاز نہ دے گا۔ آگے نہ بڑھتے۔

ہدایتی لکھنا ہے کہ خواجہ سلطان کے ہدایات پر واٹہ راہداری حاصل کرنے  
 کی وجہ سے بندرگاہ میں کھڑے رہے پھر ہدایتی ایک قانونی پہلو بہ بیان کرتا  
 ہے کہ اُس زمانہ میں ہندوستان سے گزرنے والا قاعدہ تھا کیونکہ سورت  
 جج کے عام طور پر دو راستے تھے ایک راستہ تو عراق کا تھا جو شیعوں مقبوضات  
 میں ہو کر جاتا تھا اور دوسرے راستہ بحری تھا جس کے لیے ہر واٹہ راہداری مل  
 کنڈیاں تھیں اور ان پر واٹہ پر حضرت مسیح اور محمد علیہما السلام کی تصویریں بنی جاتی  
 تھیں جن سے اس زمانہ میں نفرت کی جاتی تھی۔

قائد کی روانگی میں جب وہ بھوکئی اور کوئی صورت روانگی کی نہ نکلی تو سالار  
 قافلہ نے اس کی اطلاع بادشاہ کو دیدی بادشاہ نے فوراً سورت کے حاکم  
 علی خان سے نام لے لیا کہ تم فوراً سورت جاؤ اور جو دالے و مشکلات روانگی  
 میں پیش آئی ہیں ان کو دور کرنے کی تدبیر کو عمل میں لاؤ۔

علی خان نے یہ حکام پہلے ہی کہے تھے کہ ایک طرہ کو جو طامی اور جہاز  
 رانی کے کام میں ہمیشہ لگتا اپنے ساتھ لیا اور سورت کی طرف روانہ ہو گیا  
 اور جو دشواریاں سفر میں پیش آئی تھیں ان کو دور کر دیا۔

۱۷ اکتوبر ۱۷۵۷ء کو عمان جہاز کا یہ قافلہ بندرگاہ سے روانہ ہوا اور پھر  
 ایک سال میں یہ بحری سفر طے ہوا اتنے منزل کا پتہ نہ تھا کہ کہاں جہاز نہیں  
 کچھ محصور رہے اور کچھ نفعی فارسیں اور ان کے ساتھ تین سال عرب  
 میں بسر ہوئے۔







میں تیرے پیر کا قریب ہوں گا، تاکہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ تمہارے لیے بہت  
 بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ  
 تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ  
 تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ

تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ  
 تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ  
 تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ

تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ  
 تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ  
 تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ

## آٹھویں فصل

ہمارے نام

میں نے یہ کتاب لکھنے کی سبب یہاں تک کہ میں تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ  
 تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ  
 تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ

تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ  
 تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ  
 تمہارے لیے بہت بہتر ہے، اور میں تم کو سزا دے سکوں، یہاں تک کہ تم کو میری صحبت میں لے کر آؤں، جو کہ



نہایت ہی ہے۔  
 سب ویتھہ پر گھبت گیس سلسلوں غنائی ہے جبکہ حمیدہ بانو بیگم کے  
 ساتھ وہ شاہی قہر کا نذرانہ اور جدہات قبول کرتی ہے۔

گھبت گھبت نیت فیاض حدیث و نیت ہی اور نیت سعادت و خیرات  
 کیا کرتی تھی بعض لوگوں کا بیان ہے کہ جس وقت کسی خیرات کیلئے مال بڑھا کر وہ  
 دن دن جہنمی تھی اور وہی جو کوئی بوسہ دیتی تھی وہی تھی کہ ایک ہی مختار  
 کے درت نامہ مرنہ چرتی تھی۔

گھبت نے اپنی سال کی عمر ہی سن سن میں وہ غلامی جبراً ہوئی اور چند روز کی  
 غلامت کے بعد باقی اہل کو بیگم کا میدہ، نو بھلاہم و بیس یک اسکے پاس ہی  
 مدغالبانہ انداز کی اوکی تھی جو کبھی آخری وقت تک اسکے پاس موجود رہی ہوگی۔

گھبت کی انہیں غفلت کی حالت میں بہ بند ہوئیں تو میدہ، نو بیگم محبت  
 کے ہوج میں جیوا جیوا رہتی ہوتی، بکری کا لہجہ کی کوئی جواہر نہ پایا بعد اسے گھبت لہجہ  
 آواز دی یہ آواز سن کر گھبت بیگم نے انہیں کہیں دیں اور کہہ دیں جاتی ہوں کہ  
 تم زندہ نہ ہو، ادھر اس کے یہ الفاظ نہ سمجھوئے اور ادھر روٹ پڑ کر گئی۔

فہنشاہ الہ گھبت بیگم کے جنازہ کے ساتھ قبرستان تک پہنچے اور تک جنازہ کو  
 کا ندھلایا اور قبر کے اندر جنازہ کو زہنی انداز کیونکہ گھبت بیگم کا لڑکا موجود نہ تھا۔

گھبت بیگم نعلت متواضع نہ ہو سکا۔ ہوشیار اور سمجھدار تھی اپنے خاندان  
 کے لوگوں سے غیر معمولی محبت کرتی تھی اور مس شرفی فرائض کی پوری پابندی  
 خدا مغفرت فرمائے۔

# تہامش

مخدرات تیموریہ

بے عیب نازن شہی کی ستورت کا بیان سلسلہ محبت و عفت کے پاک و کرشمے جو ایک  
شجاع اور بہادر قوم کی تاریخ کی جان ہے۔ علم و ہنر کے مکمل اور بے عیب علمی نتائج اور اس سرزمین  
کے سب سے سرسبز اور بے پھر باغ کی شگفتہ چوہوں کی مہلک جو ایک دفعہ قوی زمین کھلائی  
شہادت اور توبہ کے جیت شیر تاش جنہوں نے ساری دنیا کو سوز کر کے ایک فلیڈ لائن خاندان  
ن و دشمن و ستوت کی تعینک تصویریں جن کی جڑیں ملک نے نہیں دیکھی قیمت (۲۰) مارتی ۱۳

جست و جوی

[illegible]

# ہمایوں نامہ

از

## گلبدن بیگم

مفتی، سڑ بن حسن بی بی سے - بی بی فی

جس میں ہمایوں کی پوری سوانح عمری اور اس کے عہد  
پورے واقعات لکھے ہیں۔ اور مزید نوٹ حسب ذیل  
کتابوں سے لئے گئے ہیں۔ جو بہ آفتاب جی ہمایوں بادشا  
خواند میر۔ میر مورخ بادشاہ۔ ابو الفضل بایزید سید علی میر  
امیر احمد لڑکی۔ اسکائن۔ ترک بابری۔ ایست و ڈوسن  
عبدالباقی ہمایونی۔ عبدالقادر بدایونی۔ الیاس وراس  
متمم تاریخ رشیدی۔ نظام الدین طبقات اکبری مصفا الملک  
شاہ نواز خان۔ بیورج۔ جیرٹ۔ وغیرہ وغیرہ زیر طبع  
قیمت یہ مجلد مع فوٹو۔ اور مع سوانح عمری  
گلبدن بیگم مجلد ۱











